امارت اسلامیہ افغانستان کا واحد اردو ترجمان

ماہنامہ شریعت

جلد 10 مارچ 2021ء بمطابق رجب المرجب 1442ھ ق شمارہ 1

دوحہ معاہدے کا ایک سال

وہ خود دار
اور خود مختار مطمئن!

- افغانستان میں جارحیت کے خاتمے کے معاہدات کا مختصر جائزہ
- دوحہ معاہدہ: افغانستان اور امریکہ کی سلامتی کا ضامن ہے۔
- جارحیت کے دوام اور معاہدے کی عدم پاسداری کے خطرناک نتائج

امارت اسلامیہ نے اپنی جانب سے دوحہ معاہدے کی مکمل پاس داری کی۔

دوحہ معاہدے کی سالگرہ پر منعقدہ علمی و تحقیقی سیمینار کے لیے ملا عبد الغنی برادر اخند کا پیغام

فرمان نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

عن معقل بن يسار قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول أيما
وال ولي من أمر المسلمين شيئا فلم ينصح لهم ولم يجهد لهم كنصحه
وجهده لنفسه كبه الله على وجهه في النار (المعجم للطبراني)

معقل بن یسار سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: جو کوئی بھی مسلمانوں کے کسی معاملہ کا ذمہ دار بنا، پھر اس نے ان کے لیے ایسی خیر خواہی اور کوشش نہ کی جیسی کہ وہ اپنی ذات کے لیے کرتا ہے تو اللہ تعالی اس کو منہ کے بل جہنم میں ڈال دے گا"

امارت اسلامیہ افغانستان کا واحد اردو ترجمان

ماہنامہ شریعت

جلد10/ مارچ 2021ء/ رجب المرجب 1442ھ/ شمارہ 1

مدیر اعلیٰ: ولید افغان

نائب مدیر: شمس ابدالی

مجلس مشاورت

ملا اسد افغان — ہارون بلخی

اکرم تاشفین — محمد فرہاد جانباز

سیف العادل احرار

ڈیزائننگ: مولوی محمد فاروق

قیمت فی شمارہ	50	روپے
سالانہ	500	روپے

سالانہ زر تعاون

امریکا، آسٹریلیا، افریقا، یورپی ممالک: 40ڈالر

سعودی عرب، متحدہ عرب امارات: 30ڈالر

بنگلہ دیش: 28ڈالر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

'ماہنامہ شریعت' امارتِ اسلامیہ افغانستان کا اردو زبان میں واحد اور باضابطہ دینی، ثقافتی اور سیاسی مجلہ ہے۔ یہ امارت اسلامیہ کے رسمی "میڈیا و ثقافتی کمیشن" کی جانب سے شائع ہوتا ہے۔ ماہنامہ شریعت افغانستان میں جاری اسلام و کفر کی کشمکش، سیاسی و جہادی واقعات و حالات اور ستم رسیدہ مسلمانوں پر روا رکھے جانے والے انسانیت سوز مظالم کا سچا اور چشم دید عکاس ہے۔

عکس دروں

- دوحہ معاہدے کا ایک سال — 2
- مولوی امیر خان متقی صاحب کا خطاب — 3
- احمد اللہ وثیق صاحب سے گفتگو — 7
- سیمینار کے لیے ملا عبدالغنی برادر اخند کا پیغام — 12
- مولوی محمد یعقوب مجاہد کا پیغام — 13
- افغانستان میں جارحیت کے خاتمے کے معاہدات کا مختصر جائزہ — 14
- دوحہ معاہدہ: افغانستان اور امریکہ کی سلامتی کا ضامن ہے — 16
- مولوی شمس اللہ سالک کا خطاب — 19
- ملا عبدالغنی برادر اخوند کا امریکی عوام کے نام کھلا خط — 22
- جارحیت کے دوام اور معاہدے کی عدم پاسداری کے خطرناک نتائج — 23
- اسد اللہ فرید کا خطاب — 25
- مگر تری مرگ ناگہاں کا ابھی تک مجھے یقیں نہیں ہے — 26
- وہ خوددار اور خود مختار مطمئن — 28
- قطر سیاسی دفتر میں امارت اسلامیہ افغانستان کی سیاسی سرگرمیاں اور ملاقاتیں — 29
- مولوی عبدالحیٔ مطمئن! میرے بے تکلف دوست — 30
- امارت اسلامیہ کے ثقافتی کمیشن کے شعبہ ویڈیوز پر ایک نظر — 32
- شہید ابو یوسف ملا ادریس کی حیات اور جہادی خدمات پر ایک نظر — 34
- دعوت و ارشاد کمیشن کی مختصر ماہانہ رپورٹ — 37
- ہفتہ وار پریس بریفنگ — 38
- افغانستان فروری 2021 میں — 41
- جنگی جرائم فروری 2021 — 42

Twitter: www.twitter.com/shariatmagazin
Facebook: www.facebook.com/shariatmagazine
Web: www.alemarahurdu.com
E-mail: shariatmagazine@yahoo.com
WhatsApp: 0093708638285

اداریہ!

دوحہ معاہدے کا ایک سال

ایک سال قبل 29 مارچ 2020 کو قطر کے دارالخلافہ دوحہ میں افغان جنگ روکنے کے حوالہ سے ہونے والا تاریخی معاہدہ یقینا بہت بڑی پیش رفت تھی۔

اگر کابل انتظامیہ کے کٹھ پتلی سربراہان ملک وملت کی بھلائی کی خاطر اس معاہدہ اور اس میں موجود تمام شقوں کی راہ میں رکاوٹیں ڈالنے کی کوششیں چھوڑ دیں تو معاہدے کے پیش نظر عنقریب قابض فوجیوں کے ناپاک وجود سے وطن عزیز کا خالی ہونا یقینی ہو کر گزشتہ 40 سال میں قربانی دینے والے قوم کے تمام سپوتوں کا ارمان پورا، افغان ملت کی امیدوں کے مطابق اسلامی نظام نافذ، جنگ اور بدامنی ختم اور دائمی امن قائم ہو جائے گا۔

وطن عزیز سے امریکی فوج کا نکلنا، بیرونی قبضہ کا خاتمہ اور یہاں ایک منظم عدل وانصاف پر مبنی اسلامی نظام کا نفاذ ہی ہمارا اصل ہدف و مقصد ہے، دشوار گزار راستوں کی بجائے ہمارا یہ ہدف جس قدر آسانی اور سہولت سے حاصل ہو سکتا ہے ہم اس کے حق میں ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ میدان جنگ میں شکست خوردہ دشمن نے جب ہم سے مذاکرات کا مطالبہ کیا ہم نے جنگ جاری رکھنے اور دشمن پر کاری ضربیں لگانے کے ساتھ ساتھ دشمن کے ساتھ مذاکرات کا مطالبہ بھی قبول کیا، مذاکرات کو بہت اہمیت دی اور تاریخی معاہدہ ہونے تک جاری رکھنے کی توفیق نصیب ہوئی۔

ہم سب سے پہلے مسلمان اور پھر افغان ہیں۔ غدر، مکاری، منافقت، جھوٹ اور وعدہ خلافی ہمارا شیوہ اور کلچر نہیں اور نہ ہمارا دین ہمیں اس کی اجازت دیتا ہے۔

امارت اسلامیہ کی قیادت شرعی اصولوں کی پاسداری کرتے ہوئے دوحہ معاہدہ، معاہدہ میں مذکور تمام شقوں اور دشمن کے ساتھ کیے گئے وعدوں کی پابندی اپنی دینی ذمہ داری سمجھتی ہے۔ گزشتہ ایک سال میں امارت اسلامیہ نے اپنی طرف سے معاہدہ میں طے کی گئی تمام شرائط پر کاربند رہ کر اپنی ذمہ داری کا ثبوت دیا ہے۔ الزامات تو بہت لگادیے گئے لیکن حقیقت یہ ہے کہ پورے سال میں کوئی ایسا واقعہ پیش نہیں آیا نہ کوئی ایسا اقدام ہوا جسے امارت اسلامیہ کی جانب سے مخالفت پر محمول کیا جائے جس کا اعتراف خود امریکی حکمران بھی کر چکے ہیں۔

لیکن افسوس کہ مقابل جانب نے اس حوالہ سے اپنی ذمہ داری نہیں نبھائی، امارت اسلامیہ کے ہزاروں قیدی دشمن کی جیلوں میں ہیں اور تمام شرائط پورے ہونے کے باوجود ابھی تک ان کی رہائی یقینی نہیں بنادی گئی۔

بلیک لسٹ سے امارت اسلامیہ سربراہان کے نام نکالنے کی بات بھی ابھی تک یقینی نہیں بنائی گئی۔ ملک کے مختلف اطراف وجوانب میں امریکی فوجیوں اور ان کے کٹھ پتلیوں کی جانب سے بمباریوں، گھروں پر چھاپوں اور حملوں کا سلسلہ بھی جاری ہے بلکہ گزشتہ چند مہینوں سے اس میں شدت آگئی ہے۔ شہریوں کے خلاف وحشت کا یہ سلسلہ افغانستان کے مسائل کے حل کے لئے کیے گیے دوحہ معاہدہ جیسی اہم پیش رفت کے لئے نقصان دہ ہے۔

کابل انتظامیہ کے مادہ پرست سربراہان کو اپنے مفادات جنگ اور بیرونی قبضہ کی دوام میں ہی دکھائی دیتے ہیں اس لئے وہ اس معاہدہ کو سبوتاژ کرنے کی مکمل کوششیں کر رہے ہیں، اس بے رحم ادارے نے کابل اور دیگر بڑے شہروں میں علماء کرام، یونیورسٹیوں کے اساتذہ، میڈیا نمائندگان اور سماجی کارکنوں کے منظم قتل کا نیا سلسلہ شروع کر رکھا ہے تاکہ یہ باور کرایا جائے کہ یہاں سخت بدامنی اور امریکی افواج کی بقا کی سخت ضرورت ہے۔ یہ لوگ نئی امریکی حکومت کو بہلانے اور انہیں جنگ کو طول دینے پر آمادہ کرنے کی کوشش کر رہے ہیں جو افغانستان اور امریکہ دونو کے لیے انتہائی نقصان دہ ہے۔

ہم آخر تک اپنے وعدوں اور معاہدوں کی پاسداری کریں گے اور اسی میں ملک وملت کی بھلائی و خیر دیکھتے ہیں اس لئے دوحہ معاہدہ کو حتی الوسع ٹوٹنے نہیں دیں گے۔ اسی وجہ سے امارت اسلامیہ جانب مقابل کی بعض غلطیوں پر چشم پوشی اور معاہدے سے مخالفت کے بارے میں صبر سے کام لیتے ہوئے رد عمل سے اجتناب ہی میں بہتری سمجھتی ہے۔ یہ امارت اسلامیہ کی کمزوری نہیں بلکہ قوم کی امیدوں اور ملک کے اعلیٰ اہداف کو مقدم رکھنے کی دلیل ہے۔

دوحہ معاہدہ پر عمل کرنا جس طرح ہمارے لئے اہم ہے بالکل اسی طرح امریکہ کے لئے بھی ہے، اس لئے چاہئے کہ اس حساس موضوع پر ذمہ داری کا مظاہرہ کیا جائے اور چند مادہ پرستوں کے مطالبے پر اسے ٹوٹنے نہ دیا جائے۔ جنگ کی طوالت سے ان کو ناکامی، ذلت، شکست اپنی فوج اور مال ومتاع کے ضیاع کے سوا کچھ بھی فائدہ نہیں دے سکتا۔

ملک وملت کی آزادی، اپنے دین کا دفاع، عدل وانصاف پر قائم اسلامی نظام کا قیام و نفاذ، بیرونی قبضہ سے ملک کو چھڑانا ہمارے وہ اعلیٰ مقاصد ہیں جن سے ہم کبھی بھی دستبردار نہیں ہو سکتے۔ اب یہ اہداف اگر معاہدہ کے بقا کے ذریعے حاصل ہوتے ہیں تو یہ ہمارے لئے بڑی کامیابی ہوگی اور اگر امریکہ معاہدہ سے پیچھے ہٹتا ہے تو ان کے خلاف مقدس جہاد کو جاری رکھنا ہی ہمارے پاس واحد راستہ ہے۔ اپنے اہداف کو پانے کے لئے ہمارے پاس اس کے علاوہ کوئی اور راستہ نہیں۔ اور یہ بات امریکہ بھی خوب جانتا ہے۔

اب یہ امریکیوں کی مرضی ہے کہ وہ معاہدہ کی پاسداری کرتے ہوئے عزت سے نکلنے کا راستہ اختیار کرتے ہیں یا پھر مزید جانی ومالی نقصانات اٹھانے کے بعد ذلت ورسوائی سے بھرپور راستے کا انتخاب کرتے ہیں۔

معاهده ٹوٹے گا تو اس کا ہمیں کوئی نقصان نہیں ہو گا، ہماری صفیں ماضی کی بہ نسبت زیادہ مضبوط اور منظم ہیں۔

ہم نے اپنی طرف سے معاہدے کی مکمل پاسداری کی ہے تاکہ اپنے رب کے مجرم نہ بنیں۔

امن مذاکرات کے دوران اور معاہدے کے بعد امارت اسلامیہ کے اندرون و بیرون ملک رابطوں اور تعلقات میں مثبت پیش رفت ہوئی۔

دنیا نے امارت اسلامیہ کو براہ راست سنا اور ان کے موقف کو سمجھا۔

دوحہ معاہدے کی سالگرہ کی مناسبت سے منعقدہ تقریب سے امارت اسلامیہ کے رہبری شوری کے رکن اور دعوت وارشاد کمیشن کے سربراہ **مولوی امیر خان متقی صاحب** کا خطاب

....

29 فروری 2020 قطر کے دارالحکومت دوحہ میں امارت اسلامیہ افغانستان اور ریاست ہائے متحدہ امریکا کے درمیان افغان جنگ کے خاتمے اور بیرونی افواج کے انخلا پر معاہدہ ہوا۔ افغان کیلنڈر کے مطابق یہ حوت کی دسویں تاریخ ہے۔ رواں سال اسی روز دوحہ معاہدے کی سالگرہ پر امارت اسلامیہ میڈیا و فرہنگی کمیشن کی جانب سے ایک علمی و تحقیقی سیمینار کا انعقاد کیا گیا۔ سیمینار میں امارت اسلامیہ کے معروف مصنفین نے اپنے پشتو اور دری (فارسی) کے مقالے پیش کیے۔ بہت سے اکابر علماء نے امن اور استحکام کے قیام کے حوالے سے معاہدے کی اہمیت پر خطاب کیا اور شعراء کرام نے اپنی شاعری پیش کی۔ منعقدہ تقریب سے امارت اسلامیہ کے رہبری شوری کے رکن اور دعوت وارشاد کمیشن کے سربراہ **مولوی امیر خان متقی** صاحب نے کلیدی خطاب فرمایا، جس میں معاہدے کی اہمیت، معاہدے کے حوالے سے میڈیا کی اڑائی ہوئی بے جا شرائط، معاہدے کے اثرات اور اس کی عدم پاسداری کے نتائج پر تفصیلی بات کی۔ ماہنامہ شریعت زیر نظر شمارے میں معاہدے کی سالگرہ کی حوالے سے خصوصی مضامین شائع کر رہا ہے۔ اس سلسلے میں یہ خطاب پڑھنے والے کے لیے خاص اہمیت رکھتا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ادارہ

....

نحمده ونصلي على رسوله الكريم اما بعد فاعوذ بالله من الشيطن الرجيم، بسم الله الرحمن الرحيم۔ واخرى تحبونها نصر من الله وفتح قريب و بشر المومنين۔ صدق الله العلي العظيم

تقریب میں موجود قابل قدر سامعین!

آج کی اس پر وقار تقریب اور تاریخی دن کے حوالے سے مجھ سے قبل علماء کرام اور اہل دانش تفصیلی طور پر گفتگو کر چکے ہیں۔ کچھ ساتھی میرے بعد اپنے خیالات کا اظہار کریں گے۔ آپ کا زیادہ وقت نہیں لوں گا، موضوع کے متعلق مختصر گفتگو کرنا چاہوں گا۔

پہلی بات یہ کہ 29 فروری بمطابق 10 حوت (حوت ہجری شمسی سال کا مہینہ ہے، ہجری شمسی کیلنڈر افغانستان میں رائج تاریخی اور سرکاری کیلنڈر ہے۔) کو جس معاہدے پر امریکا کے ساتھ دستخط ہوئے تھے، ہمیں سب سے پہلے یہ جاننا چاہیے کہ اس کے مشتملات کیا تھے؟ معاہدے کے مطابق ہماری ذمہ داری کیا ہے اور ہمارے مقابل فریق کی کیا ذمہ داری بنتی ہے؟

معاہدے میں اس بات کی اچھی طرح وضاحت کی گئی ہے کہ افغانستان سے تمام امریکی فوجی، ان کے اتحادی نیٹو فورسز، انٹیلی جنس ادارے اور ارکان سمیت ان کا تمام فوجی و غیر فوجی عملہ 14 ماہ کے اندر افغانستان سے نکل جائیں گے۔ اس کے ساتھ اس بات کی بھی وضاحت کی گئی تھی کہ معاہدے کے پہلے دس روز کے اندر

5000 طالبان مجاہدین قیدی جیل سے رہا ہوں گے۔ اور 1000 کابل کی کٹھ پتلی انتظامیہ کے اہلکار مجاہدین کی جیلوں سے رہا ہوں گے۔ اور پھر جب بین الافغانی مذاکرات شروع ہوں گے تو تین ماہ کے اندر باقی مجاہدین کے قیدی بھی رہا کیے جائیں گے اور ساتھ ہی امارت اسلامیہ کے تمام رہنماوں کے نام بلیک لسٹ سے نکال دیے جائیں گے۔

ایک اور اہم بات جو معاہدے میں موجود ہے وہ یہ ہے کہ امریکا نے اس بات کی ضمانت دی ہے کہ افغانستان کی خود مختاری کا احترام کرے گا، افغانستان کی سرزمین کا احترام کرے گا اور افغانستان میں کسی قسم کی فوجی یا سیاسی مداخلت نہیں کرے گا۔ دوسری جانب امارت اسلامیہ کی ذمہ داریوں میں یہ شامل ہے کہ افغانستان سرزمین امریکا کے خلاف استعمال نہیں ہونے دیں گے۔ اس جملے کی بھی تشریح ہوئی ہے کہ جو لوگ امریکا کے لیے خطرہ ہوں انہیں افغانستان میں قیام کی اجازت نہیں ہوگی اور نہ انہیں یہاں پہنچنے کا موقع دیا جائے گا۔

معاہدے کی اہمیت اس بات میں ہے کہ اگر تاریخ میں صرف گزشتہ سو سالوں کا جائزہ لیں تو معلوم ہوگا کہ اکثر اسلامی اور جہادی تحریکیں دشمنوں کی سازشوں کا شکار ہوگئیں یا آپس کے اختلافات نے ان کی قوت کمزور کی۔ لیکن الحمد للہ امارت اسلامیہ نے اپنے ابتداء سے آج تک اتحاد اور یکجہتی کی ایک لاجواب مثال قائم کی ہے اور دن بہ دن مضبوط ہوا ہے۔ بالآخر وہ تحریک جس کا نام و نشان مٹانے کے لیے دنیا نے اپنی فوجیں افغانستان میں اتاریں اور اس تحریک کے رہنماوں سے زمین پر زندہ رہنے کا حق چھین لیا گیا تھا وہی تحریک اور وہی مجاہدین رہنما ایک بین الاقوامی سٹیج پر ابھرے اور دنیا کی سپر پاور سمجھی جانے والی قوت کے ساتھ اقوام متحدہ اور چالیس ممالک کی موجودگی میں مساوی فریق کی حیثیت سے ایک معاہدے پر دستخط کیے۔ جو دنیا کے تمام مسلمانوں اور مجاہدین کے لیے فخر کی بات ہے۔

معاہدے کی رو سے یہ بات پتہ چلی کہ ہر وہ اسلامی تحریک جو حق پر ہو، متحد اور ایک مقدس مشن کو لے کر جدوجہد کر رہی ہو تو ضرور کامیابی سے ہمکنار ہوگی۔ معاہدے کی حیران کن بات یہ ہے کہ سیکورٹی کونسل سمیت دنیا کے درجنوں ممالک جو افغانستان کی جارحیت میں براہ راست طور پر ملوث تھے انہوں نے بھی اس معاہدے کی تائید کی، دنیا نے اسے خوش آئند قرار دیا اور طالبان کو دنیا میں رسمی طور پر شناخت ملی۔

اس معاہدے کے پایہ تکمیل تک پہنچنے تک ہمارے رہنماوں نے بہت محنت اور تکالیف برداشت کی ہیں۔ راتوں کو جاگ کر معاہدے کے متن پر غور کرتے رہے، ایک ایک نکتے پر مخالف فریق کے ساتھ کئی دنوں تک بحث چلتی رہتی، کیوں کہ ہماری کوشش تھی کہ کوئی ایسا مادہ اور نکتہ معاہدے میں شامل نہ ہو جو مستقبل میں مسلمانوں اور اسلام کے اصولوں سے متصادم ہو یا اس میں افغان عوام کے مفادات کو ٹھیس پہنچائی گئی ہو یا امارت اسلامیہ افغانستان سمیت افغان عوام کے لیے باعث عار ہو۔ اس لیے سیاسی دفتر کے اراکین کی دن رات کوششوں کا نتیجہ تھا کہ ہم بالآخر اس معاہدے کی تکمیل تک پہنچ گئے۔ مذاکراتی ٹیم پہلے آپس میں نکات پر بحث کرتی پھر مخالف فریق کے ساتھ مذاکراتی عمل میں شریک ہوتے اور جب کسی نکتے پر اختلاف بڑھ جاتا تو پھر مذاکراتی ٹیم اسے رہبری شوری اور امیر المومنین شیخ صاحب کے پاس بھیج دیتے۔ اگر کوئی نکتہ شرعی اصولوں سے متصادم نظر آتا تو اسے علماء کرام کی خدمت میں پیش کیا جاتا، وہ اس پر غور و فکر اور تحقیق کے بعد مذاکراتی ٹیم کے پاس بھیج دیتے۔ اس طرح یہ معاہدہ ایک جامع معاہدے کی شکل میں متشکل ہوا اور یہ اسلامی اور قومی اقدار کے مطابق ایک ایسے معاہدے کی شکل میں سامنے آیا جس کی ایک ادنی مجاہد سے لے اعلی درجے کے رہنما تک کسی نے اختلاف نہیں کیا۔ بلکہ دنیا بھر میں آج تک کسی نے کوئی معقول اعتراض نہیں کیا۔

معاہدے کے بعد امارت اسلامیہ نے معاہدے کے مطابق وعدوں کی پاسداری کی ہے یہاں تک کہ امریکا خود اعتراف کرنے پر مجبور ہوا کہ گزشتہ ایک سال کے دوران ان کا کوئی فوجی مارا نہیں گیا ہے۔ اس بات کو کچھ عناصر امارت اسلامیہ کے خلاف منفی طور استعمال کرتے ہیں حالانکہ یہ باعث فخر ہے کہ ہمارا وہ دشمن جس نے ہمارے ملک پر جارحیت کی بیس سال تک نہتے افغانوں کا خون بہاتا رہا، مساجد و مدارس شہید کیے، فصلیں اور آبادیاں ملیامیٹ کرلیں لیکن جب ہم اس جیسے دشمن سے بھی معاہدہ کرتے ہیں تو ایفاء عہد کی مثال قائم کرتے ہیں۔ یہ ہماری اچھی تدبیر، برداشت اور اسلامی اصولوں کی پاسداری کو ظاہر کرتی ہے اور یہی اسلام کی تعلیمات بھی ہیں۔ ہم نے بغیر کسی دباو کے معاہدے کے شرائط کی پاسداری کی ہے اور یہی ہمارا خود مختارانہ فیصلہ ہے۔

معاہدے میں جنگ کا بندی کا ذکر بھی ہوا ہے جسے آج ہمارا مخالف فریق اچھالنے کی کوشش کر رہا ہے اور میڈیا پر پروپیگنڈہ کیا جا رہا ہے کہ امریکا کے ساتھ جنگ بندی اور کابل انتظامیہ کے ساتھ جنگ کی پالیسی حیران کن ہے۔ ہم انہیں یاد دہانی کراتے ہیں کہ معاہدے کے اس پہلو پر آپ کی نظر کیوں نہیں جاتی جس میں امریکا کے ساتھ

جنگ بندی ایک معاہدے کے بعد ممکن ہوا ہے اور انہیں انخلاء کے لیے راستہ دیا گیا ہے۔آپ بھی مخلصانہ طور پر مذاکرات کی میز پر آیئے جب آپ کے ساتھ معاہدہ ہو گا ایک متفقہ نتیجے پر پہنچیں گے تو جنگ خود بخود بند ہو جائے گا پھر جنگ کا جواز باقی نہیں رہے گا۔

معاہدے کی ایک شق طالبان قیدیوں کی رہائی کی ہے۔ابھی تک ہمارے 5ہزار قیدی رہا ہو چکے ہیں۔اب مخالفین یہ پروپیگنڈہ کر رہے ہیں کہ رہا ہونے والے طالبان مجاہدین رہائی کے بعد دوبارہ مسلح جہاد میں حصہ نہیں لے سکیں گے۔یاد رہے کہ اس قسم کی کوئی شرط معاہدے میں موجود نہیں اور معاہدے کے علاوہ دشمن کے پاس کوئی تحریری سند موجود ہے جس میں یہ ذکر ہو کہ ہمارے قیدی دوبارہ جہاد میں شامل نہیں ہوں گے۔لیکن معاہدے میں مزید پیش رفت اور اسے کامیابی سے پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لیے امارت اسلامیہ کے ذمہ داروں نے بار بار اپنے رہا ہونے والے قیدیوں کو جہاد میں شامل نہ ہونے کی تلقین کی۔ان سے اپنے تعلیمی سلسلے کو پایہ تکمیل تک پہنچانے، جیل میں پہنچنے والے تکالیف سے کوئی بیمار ہو تو اپنا علاج اور تاامر ثانی آرام کرنے کا حکم دیا ہے۔حالانکہ معاہدے میں یہ نکتہ موجود نہیں ہے۔

معاہدے کے بعد میڈیا پر یہ رپورٹس آرہی ہیں کہ جنگ میں ماضی کی نسبت زیادہ شدت آئی ہے۔اس بات میں کوئی صداقت نہیں۔ہم نے بڑے شہروں پر بڑے حملے نہیں کیے حالانکہ معاہدے میں حملے کم کرنے کا کوئی ذکر نہیں لیکن ہم نے اس لیے کہ جارحیت کے خاتمے اور اور اسلامی نظام کے قیام کے لیے راہ ہموار ہو بڑی کارروائیاں ابھی تک نہیں کی ہیں تاکہ اس کو بنیاد بنا کر کوئی اسے معاہدے کی راہ میں رکاوٹ کے طور پر کھڑی نہ کر سکے۔

معاہدے کے اثرات جو ہم نے دیکھے ہیں وہ یہ ہیں کہ اس معاہدے کے بعد امارت اسلامیہ افغانستان نے بین الاقوامی حیثیت حاصل کر لی ہے۔ہمیں دنیا کے ساتھ افہام و تفہیم اور بیرونی دوروں کا موقع ملا، دنیا نے ہمارے وحدت اور موقف کی تائید کی۔دنیا کی درجنوں بڑی طاقتوں نے معاہدے کو خوش آئند قرار دیا۔اہم بات یہ کہ دشمن کی صفوں سے درجنوں افراد نے امارت اسلامیہ کے مجاہدین کے سامنے ہتھیار ڈال لیے۔معاہدے کی تاریخ 29فروری سے لے کر آج کی تاریخ 28فروری تک صرف بارہ ماہ کے اندر دشمن کے 13651افراد نے امارت اسلامیہ کے مجاہدین کے سامنے ہتھیار ڈال لیے ہیں۔یعنی ہر ماہ 1ہزار سے زیادہ افراد نے مجاہدین کے سامنے ہتھیار ڈال دیے ہیں۔یہ صرف وہ تعداد ہے جو دعوت وارشاد کمیشن کے ساتھ تحریری طور پر رجسٹرڈ ہے اور یہ صرف وہ لوگ ہیں جو دعوت وارشاد کمیشن کے سامنے ہتھیار ڈال چکے۔اس کے علاوہ جو اہلکار اپنی ڈیوٹی چھوڑ کر فرار ہو چکے ہیں ان کی تعداد شاید اس سے زیادہ ہو۔یہ معاہدے کے ایک اہم اور مثبت اثرات میں سے ہے۔

مخالف فریق کے اقدامات:

ہمارے مقابل فریق [امریکا+کابل انتظامیہ] نے مذاکرات کے آغاز کے ساتھ ہی اخلاص سے کام نہیں لیا۔آپ کو یاد ہو گا کہ اس وقت جب مذاکرات جاری تھے تو چھاپے، بمباریاں، ظلم ووحشت کا ایک نیا سلسلہ شروع ہوا۔ہر گھر اور گاوں پر ظلم کے اندھیرے چھاگئے تھے۔ایک جانب یہاں ظلم ووحشت کا بازار گرم تھا تو دوسری جانب دوحہ میں مذاکرات کے دوران مختلف قسم کے بہانے بنائے جاتے، کئی نکات پر بلاوجہ اختلاف کیا جاتا اور پھر اس نکتے پر بحث کئی ماہ تک ہوتی رہتی۔اور پھر معاہدے کے بعد وہ قیدی جو دس دن میں رہا ہو جانے تھے ان کی رہائی 6ماہ تک معطل کیے رکھی، دس دن کی کارروائی میں 6ماہ لگا دیے۔ایک الزام یہ لگایا گیا کہ ان قیدیوں میں غیر ملکی بھی ہیں جن کی طالبان رہائی چاہتے ہیں، لیکن 5 ہزار قیدی رہا ہوئے ہر ایک کے بارے میں انہوں نے بہت تفتیش کی، الحمدللہ ان میں سے کوئی غیر ملکی شہری ثابت نہیں ہوا۔معاہدے کے بعد جیسے ہی قیدیوں کی رہائی کی بات چلی تو بیڑیوں اور ہتھکڑیوں میں محبوس قیدیوں پر تشدد شروع کیا گیا یہاں تک کہ پل چرخی جیل پر باقاعدہ بکتر بند گاڑیوں کے ذریعے دھاوا بول دیا گیا۔قیدیوں پر فائرنگ کی گئی جس کی وجہ سے قیدیوں کی شہادتیں بھی ہوئیں اور درجنوں زخمی ہوئے۔

یہ معاہدہ مکمل طور مجاہدین اور افغان عوام کے مفاد میں ہے۔کابل انتظامیہ کو اس میں اپنا مفاد نظر نہیں آرہا، ملکی اور بین الاقوامی سطح پر تو وہ پہلے ہی اپنی حیثیت کھو چکی ہے اس لیے اب معاہدے کو سبوتاژ کرنے کے درپے ہے۔آئے دن نئی سازشوں کے جال بُن کر امریکہ اور نیٹو کے آنکھوں میں دھول جھونکنے کی کوشش کر رہے ہیں۔[تاکہ وہ اپنے انخلاء پر نظر ثانی کریں] آپ کو یاد ہو گا کہ کچھ عرصہ قبل امراللہ صالح نے کہا تھا کہ طالبان کے قیدیوں کو پھانسی دی جائے۔مذاکراتی عمل کے دوران اس قسم کے بیانات ایک دوسرے کو قریب لانے کے لیے ہیں یا مذاکرات کو سبوتاژ کرنے کے لیے؟

این ڈی ایس کے مشیر نے بیان دیا کہ بلیک لسٹ کو برقرار رکھا جائے اور طالبان رہنماوں کے نام بلیک لسٹ سے نہیں ہٹائے جائیں۔دوسری جانب گزشتہ ہفتے کابل

انتظامیہ کے وزارت دفاع نے اعلان کیا کہ ہم نے ایک ہفتے میں 650 طالبان شہید کیے ہیں۔اب جنگ میں شدت کس فریق کی جانب سے زیادہ ہے۔ یہ الزام کہ ماضی کی نسبت طالبان حملوں میں تیزی آئی انہیں ان کی وزارت دفاع کا یہ بیان نظر کیوں نہیں آتا۔

اشرف غنی کا کہنا ہے کہ میں اس وقت تک اقتدار نہیں چھوڑوں گا جب تک دوبارہ انتخابات نہیں ہو جاتے۔ اگر آپ اقتدار اور انتخابات چھوڑنے کے لیے تیار نہیں تو مذاکرات میں وقت ضائع کیوں کیا جا رہا ہے؟ اگر آپ اپنے بوسیدہ نظام کی بقاء چاہتے ہیں تو مذاکرات کس لیے ہیں؟ معلوم ہوا کہ تمہارے ارادے ٹھیک نہیں۔

دوسری جانب امریکا اور نیٹو اپنے افواج کے انخلاء کے بارے میں مشکوک موقف کا اظہار کر رہے ہیں اور صحیح وضاحت نہیں کرتے یہ بذات خود معاہدے کی خلاف ورزی ہے اور اس کے ذمہ دار بھی وہ خود ہوں گے۔

اب اگر معاہدہ ٹوٹ جاتا ہے تو امارت اسلامیہ کو کوئی نقصان نہیں ہوگا، ہم نے دھوکے سے کام نہیں لیا، معاہدے کے مطابق کسی نکتے کی خلاف ورزی کے مرتکب نہیں ہوئے ہیں، موقف میں ذرا برابر فرق نہیں آیا، مجاہدین کی وحدت پہلے سے زیادہ مضبوط ہو چکی ہے، 5 ہزار سے زیادہ قیدی رہا ہو چکے ہیں، ماضی میں جو عوامی حمایت، بین الاقوامی حمایت اور نظم وضبط تھا اب اس سے کئی گنا بڑھ چکا ہے۔ لہذا جو بھی معاہدہ توڑے گا نقصان اسی کا ہوگا امارت اسلامیہ کو کوئی نقصان نہیں ہوگا۔

ہم ان عناصر کو جو مذاکرات کی راہ میں رکاوٹیں کھڑی کرنے اور معاہدہ توڑنے کے درپے ہیں مشورہ دینا چاہتے ہیں کہ زیادہ دور نہیں معاہدے کی تاریخ سے تین ماہ قبل ٹرمپ کی ٹویٹ سے کچھ سیکھ لیں جس نے ایک ٹویٹ کے ذریعے مذاکرات کا ایک طویل سلسلہ معطل کر لیا لیکن بعد میں وہی امریکا اور وہی ٹرمپ اس کی وہی ٹیم دوبارہ مذاکرات کی میز پر آئے۔ اس لیے جو بھی یہ کوشش کرے گا واپس مذاکرات کی اسی میز پر آئے گا کیوں کہ بیس سال تک ان کے پاس جو قوت تھی پوری استعمال کر لی۔ گوانتاموسے لے کر پل چرخی اور بگرام تک تمام جیلیں مجاہدین سے بھر دیں، بمباریاں، چھاپے یہاں تک کہ بموں کی ماں جیسے بڑے بم افغان سرزمین پر استعمال کیے گئے۔ ایٹم بم کے علاوہ ہر جدید اسلحے سے یہاں اپنی قوت کا مظاہرہ کیا گیا۔ 48 ممالک کی فوجیں افغانستان میں خوار ہوئیں لیکن ہاتھ کچھ نہیں آیا۔ اس لیے اب دوبارہ وہی تلخ تجربات دہرانے کی غلطی کوئی نہ کرے، ورنہ ان کا انجام بھی شکست وذلت کے علاوہ کچھ نہیں ہوگا۔ انہیں چاہیے کہ افغانستان پر جارحیت کرنے والے انگریزوں کی تاریخ دیکھیں، پھر روس کی شکست کو سامنے رکھیں اور اس کے بعد اپنے گزشتہ 20 سالوں کا جائزہ بھی لیں۔

آخری بات یہ ہے کہ اب وقت آگیا ہے کہ ہم سب ایک دوسرے کا ساتھ دیں، مل کر افغانستان کو پرامن اور ترقی کی راہ پر گامزن کریں اور مل کر اسے جارحیت سے نجات دلائیں۔ افغان قوم بھی دنیا کی دیگر اقوام کی طرح زندگی گزارنے کا حق رکھتی ہے۔ ان کو بھی تعلیم حاصل کرنے کی ضرورت ہے، انہیں بھی صحت کی اعلیٰ سہولیات کی ضرورت ہے، ان کے بھی انسانی حقوق ہیں۔ انہیں اپنے وطن کے اقتدار کا حق ملنا چاہیے، ہم تمام افغانوں کو خبردار کرنا چاہتے ہیں کہ اب مزید پرانے تجربات نہ دہرائیں جارحیت پسندوں کی گود میں جانے سے گریز کریں، اپنی امیدیں غیر ملکی جارحیت پسندوں سے باندھنے کی کوشش نہ کریں، اس انجام سے ڈریں جس سے وقت کے افغان کمیونسٹ دوچار ہوئے تھے، روس نے بعد میں ان کو کی کونسی مدد کی؟ انہیں بے یارومددگار چھوڑ دیا گیا۔

اب پوری افغان قوم کو چاہیے کہ ان لوگوں پر دباو ڈالیں جو اپنے انفرادی مفادات، قومی، لسانی یا علاقائی عصبیت کو ہوا دے رہے ہیں، یا کسی دوسرے ملک کے لیے کسی خفیہ منصوبے پر کام کے لیے آمادہ ہوئے ہیں۔ ان لوگوں کے خلاف ہم سب کو متحد ہو کر جدوجہد کرنی چاہیے۔ کیوں کہ اس قوم نے بڑی تکالیف برداشت کی ہیں، اس دن کے لیے ایک طویل معرکہ لڑا ہے۔ اب وقت آگیا ہے کہ اس موقع سے فائدہ اٹھائیں۔ الحمد للہ قیادت متحد اور صفیں منظم ہیں۔ سیاسی، عسکری اور ثقافتی میدان میں ماہر، تجربہ کار اور علمی شخصیات کی رہنمائی میسر ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں تمام مشکلات سے نجات دے، اللہ اس ملک پر رحم فرمائے، اللہ یہ دن ہمارے لیے مبارک اور خیر کا باعث بنائے۔ اللہ تعالیٰ آپ سب آنے والوں کو یہاں آنے پر اجر عطا فرمائے۔ آخر میں میڈیا و ثقافتی کمیشن کے ذمہ داران کا تہہ دل شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے اس پروقار اور شاندار تقریب کا اہتمام کیا، اللہ ان کی سعی قبول فرما کر اجر عظیم عطا فرمائے۔

★★★

اس وقت بین الافغان مذاکرات میں رکاوٹ کابل انتظامیہ ہے۔

امریکا کی جانب سے انخلا کی مدت میں اضافے کا رسمی طور پر مطالبہ بجائے خود معاہدے سے انحراف تصور ہوگا۔

امارت اسلامیہ کے رہنماوں کے کردار کی سچائی، دوٹوک موقف اور اپنے کاز سے بے پایاں خلوص نے پوری دنیا کو متاثر کیا۔

29 فروری دوحہ معاہدے کی سالگرہ پر اس دن کی یادوں کے حوالے سے ماہنامہ شریعت نے امارت اسلامیہ کے میڈیا کمیشن کے سیکریٹری جناب احمد اللہ وثیق صاحب سے گفتگو کی ہے۔ جو اس تقریب میں شریک رہے۔ گفتگو نذر قارئین کی جارہی ہے۔

گفتگو :اکرم تاشفین، سید عبدالرزاق

شریعت: سب سے پہلے تو آپ یہ بتلائیے گا کہ دوحا معاہدے کو دستخط ہوئے ایک سال مکمل ہوا ہے، اب تک تو بین الافغان مذاکرات کو بھی مکمل ہو جانا چاہیے تھا لیکن ایسا نہیں ہوا ہے۔ اس کی کیا وجہ ہے! اور ابھی بین الافغان مذاکرات کس جگہ کھڑے ہیں؟

احمد اللہ وثیق: نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم امابعد! سب سے پہلے تو میں آپ کو اور آپ کی وساطت سے پوری افغان قوم اور مسلمان ملت کو دوحا معاہدہ دستخط ہونے کے دن کی مناسبت سے مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ اس امید پر کہ اللہ جل جلالہ اس معاہدہ کو افغانستان میں جارحیت کا حقیقی خاتمہ اور افغانستان کی آزادی کا حقیقی باعث بنائے۔ ہم افغانستان میں ایک ہمہ شمول اسلامی نظام کے قیام میں کامیاب ہوسکیں۔ دوحا معاہدہ کو آپ نے دیکھا ہوگا اس میں سب سے پہلی چیز یہ ہے کہ معاہدے کے فورا بعد دس دنوں کے اندر امارتِ اسلامیہ کے پانچ ہزار قیدی رہا ہوجائیں گے جن کے بدلہ میں امارتِ اسلامیہ کابل انتظامیہ کے ایک ہزار قیدی رہا کرے گی۔ اس رہائی کے بعد بین الافغان مذاکرات شروع ہونگے جس کے ایجنڈے میں وہ باتیں رکھی جائیں گی جو افغانستان کا مسئلہ حل کرسکے۔ اسی بین الافغان مذاکرات کے دوران امارتِ اسلامیہ کے وہ قیدی جو جیلوں میں باقی ہیں وہ بھی رہا ہوجائیں گے۔ یہ تو ترتیب تھی معاہدے کی۔

آپ نے جو سوال پوچھا ہے کہ اس وقت بین الافغان مذاکرات کس مقام پر ہیں تو بین الافغان مذاکرات اس وقت بھی کسی نہ کسی طرح جاری ہیں۔ بالکل ختم نہیں ہوئے ہیں۔ ابھی چند دن پہلے دونوں مذاکراتی ٹیموں کے سربراہوں کے درمیان نشست ہوئی تھیں۔ ذیلی کمیٹیاں آپس میں ملاقات کرچکی ہیں اور اس بات پر اتفاق کیا ہے کہ مذاکرات جاری رکھیں گے۔

تاخیر کی وجہ میرے خیال سے یہ ہے کہ ایک تو جب بیچ میں کچھ دنوں کے لیے دونوں ٹیمیں رخصتی پر چلی گئیں تو واپس آنے میں کورونا حائل ہوا اور بروقت رسید گی نہ ہوسکی۔ دوسری اہم وجہ یہ بنی کہ امریکا میں انتخابات ہوئے اور جانب مقابل نے اس سے آس لگائی اور امیدیں وابستہ کیں کہ امریکی انتظامیہ بدلنے سے شاید معاہدہ ختم ہوجائے یا کوئی ایسی تبدیلی لاسکے جو کابل انتظامیہ کے مفاد میں ہو۔ مگر نئی انتظامیہ نے صرف اتنی بات کی کہ ہم دوحا معاہدہ پر نظر ثانی کریں گے جس پر امارتِ اسلامیہ نے بروقت رد عمل دیتے ہوئے بیان جاری کیا کہ نظر ثانی کی بجائے کیے گئے وعدوں پر عمل ہی اس مسئلہ کا حل ہوسکتا ہے۔ بہرحال میری نظر میں یہ وجوہات تھیں تاخیر کی۔ اس وقت جو مذاکرات جاری ہیں اس میں ہائی لیول کی باتیں بھی نہیں ہورہی اور بالکل موقوف بھی نہیں۔

شریعت: اس وقت جو باتیں چل رہی ہیں یہ ایجنڈا سے متعلق ہیں یا پھر ایجنڈا سے پہلے کے مراحل باقی ہیں ان سے متعلق ہیں؟

احمد اللہ وثیق: فی الحال بنیادی طور پر یہ بحث کی جاتی ہے کہ ایجنڈا میں کس موضوع کو کس نمبر پر رکھا جائے؟ مثلاً نظام ایک اہم موضوع ہے۔ نظام کی نوعیت سب سے زیادہ رکھتی ہے۔ اسی طرح جانب مقابل جنگ بندی کا بڑی شدت سے مطالبہ کرتا ہے۔ تو یہ دونوں ذیلی کمیٹیاں اہمیت کے پیش نظر موضوعات کو نمبروار ترتیب دے رہی ہیں۔

شریعت: میڈیا پر یہ بات بہت زیادہ گردش کر رہی ہے کہ امریکا انخلاء کے لیے طے شدہ مدت کو ناکافی سمجھتا ہے اور اس کو مزید طول دینے کا خواہشمند ہے۔ کیا امارتِ اسلامیہ کی پالیسی میں اس کی کوئی گنجائش ہے؟

احمد اللہ وثیق: امریکا نے اب تک رسمی طور پر کوئی ایسی فرمائش اور خواہش ظاہر نہیں کی ہے، جب رسماً ایسی چیز نہیں ہے تو اس پر رد عمل بھی مناسب نہیں ہے۔ البتہ ان پر دباو یہ ہے کہ ان کے نکلنے سے پہلے یہاں بین الافغان مذاکرات کامیاب ہو جائیں۔ اسی لیے امریکا بھی اس کوشش میں ہے کہ ان کے یہاں جانے سے پہلے ایک نظام قائم ہو جائے اور پھر امریکا کو کوئی بدامنی کا الزام نہ دے۔

میرا نہیں خیال کہ امریکا کی جانب رسماً ایسی کوئی درخواست آنے پر بھی امارتِ اسلامیہ اس کے لیے راضی ہو جائے گی۔ کیونکہ امارتِ اسلامیہ تو بہت ہی کم مدت میں انخلاء پر اصرار کر رہی تھی۔ شروع میں صرف چھ سے آٹھ ماہ تک کا وقت مقرر کرنا چاہتی تھی۔ پھر جب امریکا نے بہت ہی زیادہ اصرار کیا تو امارتِ اسلامیہ نے اپنی پوری عسکری ونگ کے ساتھ مشورہ کیا۔ ایک ایک اڈہ کے انخلاء کے لیے محتاط اندازہ لگایا۔ مقامی مجاہدین سے اس بارے میں طویل مشاورت کی گئی۔ ایک طویل اور تحقیقی تجزیے کے بعد امارت اسلامیہ چودہ ماہ کی مدت پر متفق ہوئی ہے۔ یہ کسی فرد واحد کا کوئی ہوائی فیصلہ نہیں تھا۔ اس میں بہت سے لوگوں کی رائے شریک تھی۔ اس مدت میں اب ایک دم سے اضافہ ممکن نہیں ہوگا۔ اس لیے امریکا کے لیے مناسب یہی ہے کہ مقررہ وقت پر نکل جائے۔ اب تو یہ انخلا آسان بھی ہو گیا ہے کیونکہ امریکا نے اکثر بڑے اڈوں سے اپنی فوج نکال دی ہے اور بہت کم ہی رہ گئی ہے جس کے لیے باقی مدت بالکل مناسب ہے۔ اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ اگر امریکہ امارت اسلامیہ سے انخلا کی مدت میں اضافے کا رسمی طور پر مطالبہ کرتا ہے تو یہ بجائے خود معاہدے سے انحراف تصور ہوگا۔

شریعت: آج سے ایک سال قبل ان دنوں آپ نے قطر کے دارالحکومت دوحا میں تھے۔ وہاں معاہدہ کے دستخط ہونے کا مرحلہ بچشم خود ملاحظہ کیا۔ اس وقت آپ کے کیا تاثرات تھے؟

احمد اللہ وثیق: ۱۰ حوت ۱۳۹۸ بمطابق 29 فروری 2020 کا دن میری زندگی کا سب سے اہم دن ہے جو خوشیوں اور مسرتوں سے بھرپور تھا۔ کیونکہ تقریباً گزشتہ بیس سال سے ہم اور ہماری مظلوم ملت جس جارحیت اور جن کفری مظالم کے شکار تھے۔ ہجرت کی تکالیف برداشت کرتے۔ جیلوں میں ٹھونسے جاتے۔ راتوں کو چھاپے لگتے۔ زمین اور فضاء سے ہمارے قتل کے اسباب کیے جاتے۔ آسمان تلے ہماری کوئی پناگاہ نہیں تھی۔ آج جارحیت کے خاتمہ کا معاہدہ دستخط ہونے جا رہا تھا جس کا معنی یہ تھا کہ آج کے بعد یہ ظلم وو حشت اپنی موت آپ مرے گی اور وہ وقت آئے گا جب ہم اپنی آزادی اور خوشی کے دن دیکھ پائیں گے۔ ہماری قوم ان مشکلات سے چھٹکارا پا کر سکھ کی سانس لے سکے گی۔ جو واقعتاً بڑی خوشی کی بات ہے اور خوشی کا مرحلہ ہے۔ اسی وجہ سے اس دن میں اپنی خوشی کے جذبات پر قابو نہیں کر پا رہا تھا۔ اس دن میں قیادت کی اکثریت کو دیکھ رہا تھا کہ ان کے انسو بہہ رہے ہیں۔

اس دن ترتیب یہ تھی کہ قطر دفتر کے تمام ساتھی اور امارتِ اسلامیہ کے رہنما اپنی رہائش گاہوں سے نکل کر باہر ایک پریڈ کی شکل میں جائیں گے پھر ایک مخصوص جگہ یہ جماعت ٹھہرے گی جہاں بیان ہوگا۔ دعا ہوگی اور ترتیب سمجھائی جائے گی۔ چنانچہ یہ جماعت جب دفتر سے نکل کر شیرٹن ہوٹل کی جانب روانہ ہوئی۔ تیز تیز قدم اٹھاتی تکبیر کی صداوں کے ساتھ جا رہی تھی تو ایک عجیب دلکش منظر تھا۔ خوشی کی لہریں موجزن ہو رہی تھیں۔ دل ودماغ بے حد مسرور اور اس منظر سے لطف اندوز ہو رہے تھے۔ بہرکیف یہ سب لوگ ایک وسیع جگہ پہنچ گئے جہاں ایک بڑے مجمع کی صورتحال بن گئی۔ نظم وضبط کے ساتھ اس مجمع سے مذاکراتی ٹیم کے سربراہ جناب شیر محمد عباس ستانکزئی نے خطاب کیا جو بہت ہی رقت آمیز تھا۔ اس کے بعد جناب مولوی امیر خان متقی نے خطاب کیا جس میں انہوں نے اتفاق واتحاد اور محبتیں پھیلانے پر زور دیا اور بتایا کہ یہ خوشی اور فتح پوری افغان قوم کی مشترکہ ہے یہ کسی کے ساتھ خاص نہیں ہے۔ اس کے بعد مذاکراتی ٹیم کے رکن شیخ سید رسول صاحب نے دعا کی اور مجمع شیرٹن ہوٹل کی طرف روانہ ہو گیا۔

شیرٹن ہوٹل میں منظر اور دلچسپ ہو گیا۔ وہاں پوری عالمی برادری آئی ہوئی تھی۔ ایک عالمی اسٹیج سج گیا تھا۔ کہ ان کے درمیان سفید لباس میں ملبوس، سر پر کالی پگڑیاں

سجائے ہوئے، کالی واسکٹ اور بڑی چادریں تانے ہوئے ایک بڑی جماعت داخل ہوئی جو بہت سے لوگوں کے لیے خوش کن اور بہت سوں کے حیران کن تھا۔ دونوں کی وجہ یہ تھی کہ یہ ہیئت اس سے پہلے کسی کبھی دیکھنے کو نہیں ملی تھی۔ پھر عالمی اسٹیج اور یوں فاتحانہ انداز میں تو کبھی نظر نہیں آئی تھی اس لیے خوشی اور حیرت کے ملے جلے جذبات دیکھنے کو ملتے تھے۔

اس سے بڑھ کر ایک اور دلچسپ موقع وہ تھا جب بہت سارے وہ صحافی اور جرنلسٹ جو پہلی دفعہ امارتِ اسلامیہ کی قیادت سے مل رہے تھے۔ جنہوں نے گزشتہ دو عشروں میں امارتِ اسلامیہ کے خلاف یک طرفہ پروپیگنڈہ کیا تھا۔ امارت اسلامیہ کی ہر طرح سے منفی تصویر دنیا کے سامنے رکھی تھی۔ وہ اپنے کالے کرتوتوں کی وجہ سے یہ تصور کیے بیٹھے تھے کہ امارتِ اسلامیہ کی قیادت ہم سے بہت ہی ترش لہجہ میں ملے گی اور بڑی تلخ کلامی سے پیش آئے گی۔ مگر جب امارتِ اسلامیہ کی قیادت نے انہیں خندہ پیشانی سے محبتیں دی اور بھرپور خلوص سے پیش آئی تو ان کی حیرت کی انتہاء نہ رہی۔ ماضی کے دریچوں میں جھانک جھانک کر جہاں انہیں سامنے والے کے حسنِ اخلاق بھلے لگ رہے تھے تو وہیں اپنے کیے پر ندامت و شرمندگی سے ڈوبے جا رہے تھے۔

اس کے بعد معاہدہ پر دستخط ہونے کے مراسم شروع ہوگئے۔ اس عظیم الشان موقع پر امریکی وزیر خارجہ، قطری وزیر خارجہ اور امارتِ اسلامیہ کے سیاسی دفتر کے سربراہ ملا برادر اخند نے گفتگو کی۔ پھر اسٹیج پر لگائی گئی دو کرسیوں پر الحاج ملا برادر اخند اور زلمے خلیل زاد بیٹھ گئے۔ ان کے سامنے معاہدہ فائلوں کے اندر تحریری شکل میں موجود تھا، جس کو مخصوص بندے مرحلہ وار ایک دوسرے کے سامنے لاتے جاتے رہے۔ اس وقت مجمع پر سناٹا چھایا ہوا تھا۔ اس سناٹے کو تکبیر کی صدا نے توڑا، ہال میں موجود امارت اسلامیہ کے منسوبین و متعلقین نے تکبیر کا نعرہ لگایا جبکہ دیگر تمام لوگوں نے تالیاں بجائیں۔ برسبیل تذکرہ عرض کردوں کہ تقریب ختم ہونے کے بعد بی بی سی پشتو کے ایک صحافی داود اعظمی نے مجھ سے کہا کہ تم لوگوں نے تقریب میں نعرے لگائے جو اس طرح کی مجالس کے آداب کے منافی ہے۔ میں نے از روئے مزاح کہا کہ تالیاں بجانا بھی تو اصول کے خلاف ہے۔ اس نے کہا جی بالکل، میں نے کہا کہ بس یہ اس کے بدلے، بہر حال یہ ایک پر کیف منظر تھا جو ہر وقت میرے سامنے رہتا ہے۔ صحافیوں اور بیرونی نمائندوں کے ساتھ اس طرح بہت سے مواقع پر چٹکلوں اور جملے بازیوں کے تبادلے ہوتے رہتے۔ جو وہاں کے خوشگوار ماحول کی علامت تھی۔

تقریب کے اختتام پر تقریبا تیس ممالک کے وزرائے خارجہ، خصوصی نمائندے اور سفراء ملا برادر اخند کے گرد گھیرا ڈال گئے اور مبارکباد دینا شروع کیا۔ اس کے بعد خصوصی ملاقاتوں کا سلسلہ چل پڑا۔ جن میں مبارکباد کے ساتھ کئی ممالک نے بین الافغان مذاکرات کے لیے ہر طرح کی ممکنہ تعاون کی یقین دہانی بھی کرائی۔

شریعت: معاہدہ پر دستخط امریکی جانب سے زلمے خلیل زاد نے کیا اور ہماری طرف سے ملا برادر اخند نے۔ دیکھا جائے تو زلمے خلیل زاد مذاکراتی ٹیم کے سربراہ ہیں اور ملا برادر اخند سیاسی سیکرٹری اور سیاسی دفتر کے سربراہ ہیں۔ دونوں کے عہدوں میں ایک برابری نہیں ہے پھر اس کا لحاظ کیوں نہیں رکھا گیا؟

احمد اللہ وثیق: بجا سوال فرمایا آپ نے! واقعتا اصول تو یہی ہونا چاہیے تھا کہ دونوں طرف سے مذاکراتی ٹیموں کے سربراہان دستخط کر لیتے۔ مگر چونکہ یہ افغانستان کے لیے اور امارتِ اسلامیہ کے لیے ایک عظیم موقع تھا، جو گزشتہ ایک صدی سے بھی زیادہ عرصہ کے بعد بیس سال کی مکمل جدوجہد اور جہاد کے ذریعہ ہاتھ آیا تھا، کہ وقت کی ایک سپر طاقت نے مذاکرات کے لیے آمادگی دکھائی تھی۔ پھر اپنی جارحیت کے خاتمہ کے معاہدے پر دستخط کر رہا تھا۔ اور پھر یہ معاہدہ بھی سراسر امارتِ اسلامیہ کی کامیابی پر مشتمل تھا۔ ساتھ ہی یہ معاہدہ ان مذاکرات کے نتیجہ میں آیا تھا جو صرف اور صرف امارتِ اسلامیہ اور امریکا کے درمیان ہوئے تھے اس میں کسی نے مداخلت کی ہے اور نہ ہی کسی کی فرمائش یہاں چلی ہے۔ یہ معاہدہ سراسر افغانستان کے مفادات، یہاں کے عوام کے مفادات اور اس سرزمین کے تحفظ اور آزادی کی ضمانت پر مشتمل تھا جو اس کی اہمیت میں اضافہ کرتا ہے۔ اس لیے امارتِ اسلامیہ اس کو بڑی اہمیت کی نگاہ سے دیکھ رہی تھی اور اسی لیے وہاں موجود اپنے تمام تر ذمہ داران میں سے سب سے بڑے ذمہ دار سے یہ دستخط کروائے گئے۔ جس سے ایک طرف معاہدہ کی اہمیت واضح ہوتی ہے تو دوسری طرف امارتِ اسلامیہ کی سنجیدگی واضح ہوتی ہے کہ وہ اس کو کم نظر سے نہیں دیکھتی۔ اگرچہ مذاکراتی ٹیم کے سربراہ کی بھی کوئی کم اہمیت نہیں ہوتی مگر مزید وزن پیدا کرنے کے لیے ملا برادر اخند سے یہ دستخط کروایا گیا۔ اب یہ بات کہ امریکا نے کیوں زلمے خلیل زاد سے دستخط کروایا باوجود یہ کہ ان کا وزیر خارجہ موجود تھا؟ تو یہ تو ان سے متعلق بات ہے۔ میرا اپنا خیال یہ ہے کہ امریکا اس معاہدہ سے اتنا خوش نہیں تھا جس قدر امارتِ اسلامیہ کو

خوشی تھی۔ کیونکہ اگرچہ ایک حیثیت سے امریکا کو اس معاہدہ میں کامیابی حاصل تھی کہ باعزت انخلاء کا راستہ ملا۔ افرادی اور مالی قوت کو بچانے کی کامیابی ملی، مگر دوسری طرف شدید نقصان بھی ہوا تھا کہ بیس سال بے نتیجہ جنگ میں مبتلا رہا، جارحیت کا کوئی فائدہ حاصل نہ کرسکا، اس کی عالمی حیثیت متاثر ہورہی تھی، اس لیے وہ شاید دلی طور پر خوش نہیں تھے۔ اسی بناء پر اس نے زلمے خلیل زاد سے یہ معاہدہ دستخط کروایا۔

شریعت: معاہدہ دستخط ہونے کے دن جانب مقابل کے کیا تاثرات تھے؟

احمد اللہ وثیق: میں یہاں یہ یاد دہانی کرادوں کہ میں مذاکرات کے دوران قطر میں نہیں رہا ہوں۔ صرف معاہدے پر دستخط کی تقریب میں موجود تھا۔ بہرحال اس دن جو میں زلمے خلیل زاد اور اس کی ٹیم کے ارکان کو آتے جاتے دیکھ رہا تھا تو اندازہ یہ ہوتا تھا کہ یہ لوگ امارتِ اسلامیہ کی قیادت کا دلی احترام کرتے ہیں اور عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ اور یہ اس لیے کہ مذاکرات کی اٹھارہ ماہ کی مدت میں ان لوگوں نے امارتِ اسلامیہ کی قیادت کی سادگی، صبر واستقامت، اپنے موقف پر مضبوطی اور ان کا جذبہ حریت واستقلال دیکھ چکے تھے۔ وہ جان چکے تھے کہ یہ لوگ مکروفریب سے پاک سچے لوگ ہیں۔ جس کی وجہ سے وہ احترام سے پیش آتے تھے۔

یہاں میں ایک اور بات کا اضافہ کروں! مجھ سے مذاکراتی ٹیم کے ایک رکن نے کہا کہ مذاکرات کے دوران ایک مرتبہ ایک اعلی امریکی عہدیدار مذاکرات میں شریک ہوا۔ مذاکرات ہال میں داخل ہوکر کسی رسمی علیک سلیک اور ہیلو ہائے کے بغیر وہ میز پر بیٹھا۔ اس کے لہجے نخوت اور تکبر تھا۔ جب ہماری گفتگو کی باری آئی اور ہمارے نمائندے نے مضبوط دلائل اور لہجے کی شائستگی کے ساتھ اپنا موقف پیش کیا تو وہ ایک دم ٹھنڈا ہوگیا۔ ہماری گفتگو سے مرعوب ہوا۔ پھر اس نے کھڑے ہوکر اپنے رویے پر معذرت کی اور کہا کہ میں سب سے الگ الگ ان کی نشست پر آکر ملنا چاہتا ہوں۔ چنانچہ ہم سب اپنی جگہ بیٹھے رہے اور وہ اپنی نشست سے کھڑا ہوکر ہمارے پاس آیا اور سب سے باری باری ہاتھ ملاتا رہا۔ جس سے ہم یہ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ وہ لوگ امارتِ اسلامیہ کی قیادت کو سمجھ چکے ہیں اور انہیں معلوم ہے کہ یہ لوگ واقعی افغانستان کی ازادی اور حریت کے لیے لڑرہے ہیں اور اسلامی نظام کے لیے جدوجہد کررہے تھے۔

شریعت: عالمی برادری کو اس سے پہلے امارتِ اسلامیہ سے ملنے اور ان کے دیکھنے کا موقع نہیں ملا تھا۔ یہ پہلی دفعہ تھی تو اس وقت ان کے تاثرات کیا تھے؟

احمد اللہ وثیق: انیتس فروری کی شام کو یہ مراسم بجالائے گئے۔ تقریب کے بعد خصوصی ملاقاتوں کا سلسلہ شروع ہوا جس میں میں ایک صحافی کی حیثیت سے وہاں موجود تھا۔ وہاں سب میں ایک قدرِ مشترک یہ تھی کہ وہ اس معاہدہ پر بڑے خوش تھے کہ افغانستان کے اندر بیس سال سے جاری جنگ اختتام پذیر ہورہی ہے اور امن کی فضاء قائم کرنے کے لیے معاہدہ ہورہا ہے۔ اس کے ساتھ قابل توجہ بات یہ تھی کہ جو بھی کسی ملک کا نمائندہ ملا برادر اور اخند سے ملاقات کرتا تو وہ اپنی تعاون کی یقین دہانی کراتا جس سے ان کے اچھے تاثر کو سمجھا جاسکتا ہے۔ وہ سب امارتِ اسلامیہ کے ساتھ اچھے تعلقات کے خواہاں تھے۔ ترکی اور ناروے کے وزرائے خارجہ اور روس کے خصوصی ایلچی برائے افغانستان ضمیر کابلوف نے ہر طرح کے تعاون کا اطمینان دلایا اور بتایا کہ بین الافغان مذاکرات اور آئندہ ہر طرح کے مراحل کی میزبانی کے لیے ہم آمادہ ہیں اور ہر خدمت کے لیے تیار ہیں۔

اسی طرح ملکی اور عالمی صحافی برادری اس موقع پر خوشی کا اظہار کرتی نظر آئی، بعض خصوصی مواقع پر جب وہ امارتِ اسلامیہ کے ساتھ ملاقات کرتے تو مبارکباد کے ساتھ صبر واستقامت اور حوصلہ سے بھرپور جدوجہد پر دل کھول کر داد دیتے اور اس راہ میں امریکا کے دباو اور حد سے بڑھ کر مظالم سہنے، قربانی پیش کرنے اور موقف سے پیچھے نہ ہٹنے پر سلام پیش کرتے۔

شریعت: آپ نے جو کچھ بیان کیا اس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ بیس سال سے میڈیا کے ذریعہ امارتِ اسلامیہ کے خلاف جو پروپیگنڈا مہم چلائی گئی دوحا معاہدہ سے اس پر بھی پانی پھر گیا؟

احمد اللہ وثیق: جی بالکل آپ نے درست فرمایا، گزشتہ بیس سال سے جس طرح منفی پروپیگنڈا کیا گیا بقولِ کسے "قلم بکف دشمن" جو جی میں آتا لکھ دیتا۔ کبھی یہ الزام کہ امارتِ اسلامیہ اپنی جدوجہد میں آزاد نہیں کسی اور کے اشارے پہ چل رہی ہے۔ کبھی یہ الزام کہ امارتِ اسلامیہ تعلیم وترقی کی مخالف ہے۔ کبھی یہ الزام کہ امارتِ اسلامیہ عورتوں کے حقوق کی مخالف ہے وغیرہ۔ یہ سب الزامات ملا برادر کے وہاں خطاب سے مٹ کر ختم ہوگئے۔ اسی طرح دیگر ملاقاتوں میں یہ الزامات مزید جھوٹ ثابت ہوئے، کیونکہ امارتِ اسلامیہ نے یہ ثابت کردکھایا کہ یہ جنگ ہم نے شروع نہیں کی ہے یہ ہم پر مسلط کی گئی ہے۔ اور جب امریکا کی جانب سے اس جنگ کو ختم کرنے کی کوشش کی گئی تب بھی امارتِ اسلامیہ آمادہ تھی، اسی

لیے انہوں نے اپنا سیاسی دفتر قائم کیا ہے۔ لوگوں کو یقین ہو گیا کہ امارت اسلامیہ ڈائیلاگ پر یقین رکھتی ہے۔ اسی طرح سے عورتوں کے حقوق کا مسئلہ ہے کہ جو حق شریعت نے اسے دیا ہے امارتِ اسلامیہ بہر حال وہ دے گی۔ اسی طرح تعلیم کے حوالہ سے امارتِ اسلامیہ بہت سنجیدہ اور متحرک ہے۔ اسی لیے حال ہی میں اقوام متحدہ کے ساتھ چار ہزار اسکولوں کا معاہدہ کر لیا جو جانب مقابل کو بڑا ہی برا لگا۔ تو خلاصہ یہ کہ ان سب پروپیگنڈوں کا جواب ہو گیا۔ یہاں میں ایک اور بات کا اضافہ کروں کہ قطر میں سیاسی دفتر کھولنے سے پہلے افغانستان سے باہر اور اندر کی بڑی اکثریت کو میڈیا نے بری طرح متاثر کیا تھا اور غلط تصویر پیش کر دی تھی مگر جب یہ دفتر قائم ہوا اور دنیا کا براہِ راست مجاہدین سے سامنا ہوا تو جس نے دیکھا اس کا نظریہ میڈیا والا نہیں رہا بلکہ میڈیا پر سے ان کا اعتماد اٹھ گیا۔ آپ نے دیکھا ہو گا ٹاک شوز میں بیٹھنے والے تجزیہ کار اور مبصرین امارت اسلامیہ کے رہنماؤں سے ملاقات سے پہلے ایک سوچ کے حامل تھے، اب ان کی سوچ بدل گئی ہے کیونکہ انہوں نے حقیقی صورتحال آنکھوں سے دیکھ لی ہے۔ انہیں بنیادوں پر انہیں یقین ہو جاتا ہے کہ یہ اس تصویر کے مطابق نہیں جو ہمیں دکھائی گئی تھی۔ ہمیں بتایا گیا تھا کہ یہ لوگ تعلیم و ترقی کے مخالف ہیں حالانکہ ان کی تو جدوجہد اسی لیے ہے۔ اسی کا نتیجہ ہے کہ جو میڈیا زر اور زور سے خریدا گیا تھا آج وہ بھی امارتِ اسلامیہ کا موقف نشر کر رہا ہے۔ اس معاہدہ سے پہلے اگرچہ ہر چینل کو یہ دعوی رہتا تھا کہ آزاد اور خود مختار چینل ہے۔ مگر حقیقت یہ تھی کہ آزادی کی بجائے بدترین غلامی تھی۔ پورا میڈیا سنسر تھا۔ اس معاہدہ نے سکوت کا وہ مہر توڑ دیا اور سب کچھ آشکارا ہو گیا۔ آج اسی میڈیا پر امارتِ اسلامیہ کے ترجمانوں کی زبانی امارتِ اسلامیہ کا موقف شرح اور تفصیل سے نشر کیا جاتا ہے الحمدللہ۔ ملکی اور عالمی سطح پر وہ میڈیا جو امارتِ اسلامیہ کے نام اور چھوٹی سی خبر لکھنے کو تیار نہیں تھا آج ہمارے ترجمانوں سے وقت لینے کے لیے درخواستیں کرتا ہے اور موقف لینے کے لیے منتیں کر رہا ہے۔

شریعت: بسا اوقات یہ اعتراض ہوتا ہے کہ امارتِ اسلامیہ ہی بین الافغان مذاکرات کو آگے بڑھنے نہیں دیتی اور سب سے بڑی رکاوٹ امارتِ اسلامیہ خود ہے، اس پر آپ کیا کہیں گے؟

احمد اللہ وثیق: یہ بالکل غلط اور بے جا بات ہے، امارتِ اسلامیہ نے جس طرح امریکا کے ساتھ سنجیدگی سے مذاکرات کیے اور خوش اسلوبی سے ایک معاہدہ تک پہنچا اسی طرح بلکہ اس سے بھی زیادہ بین الافغان مذاکرات کے لیے سنجیدہ ہے، اس کی دلیل یہ ہے کہ امارتِ اسلامیہ نے جو ٹیم تشکیل دی ہے وہ گویا پوری قیادت ہے۔ آپ شیخ عبدالحکیم صاحب کو ہی دیکھ لیجیے! جناب شیر محمد عباس ستانکزئی کو ہی لیجیے! شیخ فرید، شیخ دلاور، شیخ محمد قاسم الغرض ہر ایک وہ شخصیت ہے جو بجائے ایک بڑی شخصیت ہے۔ ان کے پاس اختیارات ہیں۔ فیصلہ کرنے کا اس ٹیم کو مکمل اختیار ہے۔ جو اس بات کا پتہ دیتا ہے کہ امارتِ اسلامیہ ہر صورت میں مذاکرات کو کامیاب دیکھنا چاہتی ہے کیونکہ اس نے اپنے نظام کے سب سے زیادہ برگزیدہ افراد اور شخصیات کو لا کر سامنے بٹھا دیا۔ اگر واقعی امارت اسلامیہ مذاکرات کو کوئی اہمیت نہ دیتی تو چند بے اختیار لوگوں پر مشتمل ٹیم بنائی جاتی، بہت سے مواقع کے بارے میں، میں جانتا ہوں کہ یہ ٹیم اسی جگہ فیصلے کر دیتی تھی، جبکہ اس کے برعکس جانب مقابل کی مذاکراتی ٹیم کے ارکان معمولی معمولی باتوں کے لیے اپنے اپنے بڑوں سے رابطے کرتے ہیں۔ مثلاً دوستم کا بیٹا اپنے باپ سے، عطا محمد نور کا بیٹا اپنے باپ سے اور دیگر حضرات اپنے تنظیمی سربراہوں سے رابطہ کرتے تھے۔ امارتِ اسلامیہ ایسی نہیں تھی کیونکہ اس کی ٹیم کو فیصلہ کا بھرپور اختیار حاصل تھا۔ یہ میں نے اس لیے ذکر کیا کہ امارتِ اسلامیہ مکمل طور پر مذاکرات کے لیے سنجیدہ ہے۔

دراصل امذاکراتی عمل میں سب سے بڑی رکاوٹ خود کابل انتظامیہ ہے۔ دس دنوں میں قیدیوں کی رہائی کو چھ ماہ تک معلق رکھنا، یہاں تک کہ امریکا مداخلت پر مجبور ہوا، مذاکراتی ٹیم کی تشکیل میں بلاوجہ تاخیر اور اختلاف اس کی واضح دلیل ہے، پھر عین مذاکرات کے شروع کے دوران میں خود وہیں موجود تھا کہ اشرف غنی کبھی کہتا کہ ہماری ٹیم بے اختیار ہے اور فیصلہ کا اصل مالک میں ہوں اور سب کچھ میرے ہاتھ میں ہے۔ کبھی ٹیم کو پتنگ سے تشبیہ دے کر کہتا کہ اس کی ڈور میرے ہاتھ میں ہے جس طرف گھمانا چاہوں کر سکتا ہوں۔ ساتھ ہی حمداللہ محب کچھ کہتا تھا، امراللہ صالح کچھ اور کہتا تھا، یہ سب وہ باتیں تھیں جو جانبِ مقابل کی غیر سنجیدگی کو واضح کرتی تھیں۔

***

امارت اسلامیہ نے اپنی جانب سے دوحہ معاہدے کی مکمل پاس داری کی۔

دوحہ معاہدے کی سالگرہ پر منعقدہ علمی وتحقیقی سیمینار کے لیے

ملا عبدالغنی برادر اخند کا پیغام

بسم اللہ الرحمان الرحیم

الحمدُ للہِ الذی أنجزَ وَعْدَہ، ونصرَ عَبْدَہ، أَعَزَّ جُنْدَہُ، وھزمَ الأحزابَ وحدَہ، والصلاۃ والسلام علی خیر خلقہ محمد وعلی آلہ وصحبہ أجمعین۔ اما بعد!

افغانستان کے مظلوم مسلمان اور وطن عزیز کے دفاع کے لیے لڑنے والے مجاہدین بھائیو!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میں چاہتا ہوں کہ آج ملک وملت کے اس عظیم اور تاریخی دن کی مناسبت سے کچھ معروضات پیش کروں۔ ہماری غیور ملت اور مجاہد افغان قوم کی جہادی تاریخ میں ماضی کے کئی تاریخی ایام ہیں۔ 29 فروری افغان قوم کا وہ تاریخی دن ہے جس دن افغانستان پر عالمی استعمار کے قبضے اور جارحیت کے خاتمے کے معاہدے پر دستخط ہوئے۔ اگر اس دن کی مناسبت سے اس تاریخی معاہدے پر عمل درآمد کیا گیا تو افغانستان میں افغان عوام کی آرزوؤں کے عین مطابق اسلامی نظام نافذ ہوگا، جس سے یہاں امن کا قیام ممکن ہوسکے گا۔ امارت اسلامیہ جس طرح معاہدے کے وقت اس کے تمام مندرجات سے متفق تھی اور اسے عملی جامہ پہنانے کے لیے بھرپور کوشش کررہی تھی۔ اسی طرح آج بھی اس کے تمام مندرجات پر عمل درآمد کے لیے کوشاں ہے اور مخالف فریق سے بھی یہی توقع رکھتی ہے۔ دوحہ معاہدے ہی کی وجہ سے پچھلے ایک سال کے دوران امارت اسلامیہ نے اپنی کارروائیوں میں کمی کی ہے۔ بڑے بڑے انٹیلی جنس اور فوجی مراکز، صوبوں اور اضلاع کے مراکز پر حملے نہیں ہوئے، یہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں ہے۔ پوری دنیا اس حقیقت سے باخبر ہے۔ البتہ اس حوالے سے امریکا نے اپنی ذمہ داری پوری نہیں کی۔ تاحال بمباری، ڈرون حملے اور جارحانہ حملے جاری ہیں جو معاہدے کی سراسر خلاف ورزی ہے، جس کی وجہ سے عام عوام کے نقصانات ہورہے ہیں۔ دوسرا یہ کہ حال ہی میں عام عوام کو ہدف بنانے کے واقعات میں کئی گنا اضافہ ہوا ہے، جس کا فائدہ بھی خود انہی کو ہو رہا ہے۔ ایسے اقدامات سے ان کا مقصد صورت حال کو مزید کشیدہ بنانا ہے تاکہ جارحیت کو طول دینے کے بہانے مل سکیں۔

یہ معاہدہ قطر کے دارالحکومت دوحہ میں اقوام متحدہ کے نمائندوں اور بڑی تعداد میں دیگر مبصرین کی موجودگی میں طے پایا۔ اب عام مبصرین کی بھی یہی ذمہ داری بنتی ہے کہ امریکا کو معاہدے پر عمل درآمد کے لیے اپنی بساط کے مطابق دباؤ ڈالیں۔ اس معاہدے کے بعد افغانستان میں اسلامی نظام کے سایہ تلے امن کے قیام کا زریں موقع تھا، اگر دونوں فریق اس موقع سے فائدہ اٹھائیں تو افغانستان کے مستقبل پر اس کے دیرپا اثرات مرتب ہوں گے۔

آخر میں اللہ تعالی سے دست بدعا ہوں کہ افغانستان کو اسلامی نظام کے سایہ تلے امن، استحکام اور خوشحالی کا گہوارہ بنادے۔

اللہ تعالی جہاد کے مقدس مشن میں مجاہدین کی حمایت ونصرت فرمائے اور شہدا کے ارواح کو تسکین نصیب فرمائے۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

دوحہ معاہدے کی پہلی سالگرہ کے موقع پر منعقدہ سیمینار سے

امارت اسلامیہ کے نائب امیر محترم مولوی محمد یعقوب مجاہد کا پیغام

29 فروری کو جارحیت کے خاتمے کے معاہدے کی پہلی سالگرہ کے موقع پر منعقدہ سیمینار کے شرکاء کو السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

محترم سامعین! ایک سال قبل امارت اسلامیہ اور امریکی حکام کے درمیان طویل اور پیچیدہ مذاکرات کے بعد قطر کے دارالحکومت دوحہ میں افغانستان پر جارحیت کے خاتمے کا تاریخی معاہدہ طے ہوا۔

جارحیت کے خاتمے کا معاہدہ ہماری مومن و مجاہد قوم کے جاری جہاد کے سلسلے میں ایک اہم پیشرفت اور نئے مرحلے کا آغاز ہے، اس معاہدے کے تحت حملہ آوروں نے اس بات پر اتفاق کیا کہ وہ مقررہ وقت میں افغانستان پر قبضہ ختم کردیں گے اور اپنی تمام افواج کو ہمارے ملک سے واپس بلائیں گے۔

اس معاہدہ کی نہ صرف خطے کے ممالک نے حمایت اور خیر مقدم کیا بلکہ اقوام متحدہ نے بھی اس کی توثیق کی اور بین الاقوامی سطح پر اس کو پذیرائی ملی، افغانستان کے عوام جو بیس برس سے بیرونی جارحیت کے کرب میں مبتلا ہیں، نے نہ صرف اس معاہدے سے امیدیں وابستہ کیں بلکہ توقع رکھتے ہیں کہ اس معاہدے پر عمل درآمد کرنے کی صورت میں وطن عزیز ایک بار پھر آزاد ہوگا اور اسلامی حکومت اور مثالی امن سے مستفید ہوگا۔

ہماری نظر میں افغان مسئلے کا عملی اور حقیقی حل وہی ہے جو دوحہ معاہدے میں پیش کیا گیا ہے، اسی لئے امارت اسلامیہ اس معاہدے پر عمل درآمد کے لئے پرعزم ہے، فریق مخالف کو بھی سمجھنا ہوگا کہ اس معاہدے پر عمل درآمد دونوں فریقوں کے مفاد میں ہے۔

گزشتہ بیس برس کے دوران ہم نے دیکھا ہے کہ حملہ آوروں کی طرف سے مختلف فوجی حکمت عملیوں کے تجربات کرنے کے باوجود کوئی خاطر خواہ نتیجہ برآمد نہیں ہوا، بلکہ ان کے جانی اور مالی نقصانات میں اضافہ ہوا ہے اور اس سے افغان مسئلہ مزید پیچیدہ ہوا ہے، لہذا دانشمندی اور ماضی کے تجربات کا تقاضا یہ ہے کہ جنگی حکمت عملیوں کو دہرانے کے بجائے افہام و تفہیم کے راستے پر چلنا چاہئے، دوحہ معاہدہ نے پرامن حل کے لئے ایک روڈمیپ طے کیا ہے جس پر عمل درآمد ہونا چاہئے۔

آخر میں ہم امارت اسلامیہ کے مجاہدین اور عوام کو یقین دلاتے ہیں کہ امارت اسلامیہ ہر طریقے سے اسلامی نظام کے نفاذ اور ملک کی آزادی کے لئے کوشش کر رہی ہے۔

والسلام

مولوی محمد یعقوب مجاہد

افغانستان میں جارحیت کے خاتمے کے معاہدات کا مختصر جائزہ

دوحہ معاہدے کی سالگرہ پر منعقدہ علمی و تحقیقی سیمینار میں پڑھا گیا مضمون

تحریر: عبدالستار سعید

افغانستان کا محل وقوع اس کی اسٹریٹجک اہمیت کے پیش نظر ہمیشہ بیرونی قوتوں کا ہدف رہاہے۔ایک طرف افغانستان کا محل وقوع اور مادی فوائد استعماری قوتوں کی نظر میں کھٹک رہے ہیں تو دوسری جانب اس ملک کے باشندوں کی خمیر میں شوق جہاد اور آزادی و حریت کا ولولہ بھی جارح قوتوں کو للکارتا ہے۔ پچھلے سو سال کے عرصے میں دنیا کی تین بڑی طاقتوں کو اس ملک کے باشندوں نے اپنے ایمانی غیرت و حمیت کے بل بوتے پر شکست دے کر ان کے ذریعے اپنی شکست کے معاہدات لکھوادیے۔ آج ہم امریکا کی قیادت میں عالمی استعمار کی جارحیت کے خاتمے کے معاہدے کے ایک سال پورا ہونے پر اس تاریخی دن کو منانے کے لیے یہاں جمع ہوئے ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ اس جارحیت سے قبل انگریز استعمار اور اس کے بعد سویت یونین کی جارحیت کے متعلق بھی کچھ معلومات فراہم کروں تاکہ امریکی استعمار کی جارحیت کے تاریخی دن کی اہمیت کا صحیح اندازہ ہوسکے۔

انگریز استعمار کی شکست اور افغانوں کا استقلال:

انگریز استعمار اٹھارویں اور انیسویں صدی میں پوری دنیا کی سب سے بڑی طاقت تھی، کہا جاتا ہے کہ ان کی حکومت میں سورج غروب نہیں ہوتا تھا۔انہوں نے افغانستان کے غیور مسلمانوں کی غیرت کو للکارا جس کے نتیجے میں اسی سال گزرنے کے بعد 1919 میں افغانستان کو تسلیم کرلیا۔افغانستان کے عوام نے انگریز سے آزادی تلوار کے زور پر حاصل کی۔ جب تیسری انگریز افغان جنگ میں مجاہدین نے پکتیا اور قندہار کے محاذ پر انگریز کو شکست دی تو اس زمانے کے سپہ سالار نادر خان اور ان کے بھائی مارشل شاولی خان نے وانا، کرم اور ٹل سمیت بہت سارے علاقے انگریز سے چھینے۔ان شکستوں کے بعد انگریز مجبور ہوا کہ حریت پسند افغانوں کی آزادی تسلیم کرکے ان کے ساتھ مذاکرات کا راستہ اپنالے، مؤرخین کے بقول اس وقت کے افغان مجاہدین عسکری میدان میں کافی مضبوط تھے مگر سیاسی بصیرت اور حکمت عملی کے لحاظ سے اتنے مضبوط نہ تھے کہ انگریزوں سے اپنے تمام مطالبات منوا سکتے۔اس وقت افغان فاتحانہ موقف کے ساتھ میدان عمل میں تھے جبکہ انگریز پہلی عالمی جنگ میں شکست کھا چکے تھے وہ نہایت کمزور موقف کے ساتھ میدان میں تھے، لہذا یہ افغانوں کے لیے نہایت زریں موقع تھا کہ ماضی میں افغانوں کے غصب شدہ علاقے بھی دوبارہ لے لیتے۔ مگر مذاکرات میں صرف افغانستان کی آزادی تسلیم کرائی گئی اور مقابلے میں افغان مذاکراتی نمائندے سے یہ بات تسلیم کروائی کہ دیگر تمام مطالبات تسلیم مگر ڈیورنڈلائن کے اس پار تمام علاقے دوبارہ چھوڑدیں۔ مشہور مؤرخ محمد ابراہیم عطائی کا ماننا ہے کہ امان اللہ خان کی پہلی غلطی یہ تھی کہ مذاکرات کے پہلے دور کے لیے علی احمد خان نامی ایک کمزور سفارت کار کو منتخب کیا تھا۔ علی احمد خان اس وقت کے وزیر داخلہ تھے اور امان اللہ خان کے رشتے دار بھی تھے۔ جولائی 1919 میں جب موصوف انگریز کے ساتھ مذاکرات کے لیے راولپنڈی جارہے تھے تو اس وقت کی حکومت نے انھیں پالیسی دی تاکہ اس پالیسی کی روشنی میں مذاکرات کو آگے بڑھائے، لیکن مذاکرات شروع ہونے کے بعد علی احمد خان نے دی گئی پالیسی چھوڑ کر اپنی خواہش کے مطابق مذاکرات شروع کیے اور اسی پر انگریز کے ساتھ دستخط بھی کیے۔ علی احمد خان کی جانب سے کیے گئے معاہدے کی پانچویں شق میں یہ تھا کہ افغانستان اور برٹش ہند کے درمیان بارڈر جسے امیر حبیب اللہ خان تسلیم کرچکے ہیں، امیر امان اللہ خان بھی تسلیم ہیں، جن علاقوں میں بارڈر کے حدود متعین نہیں ہیں ان حدود میں انگریز سرکار حدود متعین کرے گی جو افغان حکومت کے لیے بھی قابل قبول ہوگا۔ مؤرخ عطائی کے بقول اس معاہدے کی بعض نِکات قبل از وقت اور افغانستان کے مستقبل کے لیے نہایت نقصان دہ تھے۔ یہی وجہ تھی کہ انہی نکات کا ازالہ مذاکرات کے دیگر ادوار میں افغان مذاکراتی ٹیم نہ کرسکی۔ علی احمد خان جب مذاکرات کرکے افغانستان آئے تو امان اللہ خان اس قدر غصہ ہوئے کہ انھیں گرفتار کرکے جیل بھیج دیا، علی احمد خان چوں کہ امان اللہ خان کی والدہ کا بھتیجا تھا اس لیے والدہ کی سفارش پر جیل سے رہا تو کردیا مگر دو سال کے لیے اپنے گھر میں نظر بند کردیا۔اس کے بعد امان اللہ خان نے مذاکراتی ٹیم کے سربراہ کو تبدیل کرکے وزیر خارجہ محمود طرازی کو منتخب کیا۔ انھوں نے مذاکرات کے دیگر ادوار میں کافی کوشش کی کہ انگریز سے آزادی منوانے کے علاوہ دیگر مطالبات بھی تسلیم کروائے جائیں، بالخصوص جنوب اور مشرق میں افغانستان کے علاقے مزید وسیع کرنا اور

پرانے افغانستان کے علاقے بحال کرنا افغان حکومت کا دیرینہ خواب تھا، لیکن یہ دوسری مذاکراتی ٹیم علی احمد خان کی غلطی کا ازالہ نہ کر سکی، انگریز سے افغانستان کی جارحیت کا خاتمہ تو ہو گیا مگر وہ مطالبات جو اس وقت کی افغان حکومت مذاکرات کے میز پر منوانا چاہتی تھی نہ منوا سکی۔

سویت یونین کی جارحیت کا خاتمہ اور جینیوا معاہدہ:

آج سے چالیس برس پہلے اس وقت کی عالمی قوت سویت یونین نے افغانستان پر حملہ کیا۔ افغانستان پر حملے سے قبل روس دنیا کی وہ طاقت تھی جنہوں نے اپنے مستعمرہ سے کبھی شکست نہیں کھائی تھی۔ یہ اللہ تعالی کی نصرت اور افغان عوام کی غیرت تھی جس کے ذریعے روس جیسی زبردست طاقت کو تاریخی ہزیمت کا سامنا کرنا پڑا۔ کئی سالوں کی فوجی طاقت کی زور آزمائی کے بعد اس وقت کے سویت یونین کے سربراہ گورباچوف کو یہ حقیقت معلوم ہو گئی کہ افغانستان میں طاقت کے ذریعے اہداف حاصل کرنا نہایت مشکل ہے۔ موصوف نے افغان جنگ کو سویت یونین کے لیے ناسور قرار دے کر افغانستان سے انخلا کا عمل شروع کر دیا۔ گورباچوف نے انخلا سے قبل باعزت طریقے سے نکلنے کے لیے مسئلے کے سیاسی حل کا راستہ ہموار کرنے کے لیے کوششیں شروع کیں، یہاں تک کہ اپریل 1988 میں جینیوا مذاکرات کے لیے راہ ہموار ہوئی۔ جینیوا مذاکرات اس وقت کی عالمی تنظیم قطبی جہاں کی نگرانی میں ہوئے۔ اگرچہ مذاکرات کا اصل محرک اقوام متحدہ تھا لیکن مذاکرات کے حقیقی نمائندے روس اور امریکا کے تھے۔ ان مذاکرات میں پاکستان کے وزیر خارجہ زین نورانی اور افغانستان کی ڈاکٹر نجیب حکومت کے وزیر خارجہ ڈاکٹر عبدالوکیل بھی شریک تھے۔ تعجب اور افسوس کی بات یہ ہے کہ ان مذاکرات میں افغانستان کے عوام اور مجاہدین کی کوئی نمائندگی نہیں تھی۔ اپنے صف میں اختلافات کے باعث مجاہدین نے سیاسی حوالے سے کوئی بڑی کامیابی حاصل نہیں کی۔ مجاہدین کی سیاسی کمزوری اور مذاکرات میں غیر حاضری کی وجہ سے امریکا کی بھرپور کوشش تھی کہ افغانستان کے مسئلے کو بین الاقوامی قضیہ کی شکل دے کر اپنے مفادات کو سامنے رکھ کر حل کیا جائے۔ جینیوا مذاکرات میں چار ممالک کے درمیان مختلف معاملات پر معاہدہ طے پایا۔ سویت یونین نے اسے موقع سمجھ کر افغانستان سے باعزت طریقے سے نکلنے کو غنیمت سمجھا۔ اس کے علاوہ مذکورہ معاہدے کی کوئی حیثیت نہیں تھی، صرف ایک نمائشی پروجیکٹ تھا۔ افغانستان کے لیے اقوام متحدہ کے نمائندہ خصوصی ڈیگو کورڈوویز نے اپنے یادداشت میں لکھا ہے کہ یہ معاہدہ بے روح فضا میں طے پایا۔ اس نوع کے معاہدات نہایت گرم جوشی اور مسرت کی فضا میں طے پاتے ہیں لیکن یہ معاہدہ جیسے جنازے کی رسم ہو، نہایت بے روح اور سنسان فضا میں طے پایا۔ بعد میں یہ اثر ظاہر ہوا کہ افغانستان کے مسئلے کے حل میں اس معاہدے کا کوئی رول نہیں تھا۔

29 فروری کو امریکی جارحیت کے خاتمے کا معاہدہ:

29 فروری 2020 میں قطر کے دار الحکومت دوحہ میں امارت اسلامیہ افغانستان اور امریکا کے درمیان امریکی جارحیت کے خاتمے کا معاہدہ طے پایا۔ اگر دوحہ معاہدے کی روح کے مطابق اس پر عمل کیا جائے تو اس میں کوئی شک نہیں کہ 29 فروری کا دن افغانستان کی تاریخ میں نہایت اہم دن کے طور پر لکھا جائے گا۔ امریکی افواج کے انخلا کے لیے کیا گیا یہ معاہدہ اس لحاظ سے اہم ہے کہ مجاہدین نے نہایت غیر متوازن جنگ میں دنیا کی بڑی طاقت سے اپنی آزادی و حریت ان کے افواج کی انخلا اور شکست پر دستخط لے لیے۔ مذاکراتی عمل کا ایک سادہ اور عام سا اصول یہ ہے کہ کچھ پانے کے لیے کچھ دینا پڑتا ہے۔ اگر ہم دوحہ معاہدے کو دقیق نظر سے دیکھیں تو یہ مکمل طور پر یک طرفہ اور مجاہدین کے مفاد میں ہے۔ یہی وجہ ہے اس معاہدے کے بعد جب اس کی جزئیات میڈیا پر لائی گئیں تو بین الاقوامی معاملات پر گہری نگاہ رکھنے والوں نے اسے امارت اسلامیہ کی فتح قرار دیا۔ بی بی سی کے تجزیہ کار نے اپنی اصطلاح کے مطابق اس معاہدے کو امارت اسلامیہ کے لیے "بُرو بُرد" یعنی سراسر فائدہ قرار دیا۔ جو امارت اسلامیہ کے مذاکراتی ٹیم کی کامیابیوں کی ایک گواہی تھی۔ دوسری بات یہ کہ امریکا کے ساتھ معاہدے میں مجاہدین کے اصل نمائندے شریک تھے۔ وہ مکمل طور پر قوت فیصلہ سے بہرہ ور تھے۔ ان مذاکرات میں بین الاقوامی قوتوں کی کوئی کارفرمائی تھی اور نہ ہی خطے کے ممالک اس پر اثرانداز تھے۔ اس میں کوئی تیسری قوت بھی نہ تھی بلکہ غاصب قوت کے ساتھ براہ راست افغانستان کے اصل نمائندوں کے مذاکرات تھے۔ امارت اسلامیہ کے مذاکراتی ٹیم کی آزاد حیثیت ہی کے باعث امریکا نے ان کے ساتھ کئی ماہ تک پیچیدہ مذاکرات کیے۔ ان کے ساتھ طویل مباحث ہوئے اور بالآخر افغانوں کے دینی و ملی مفاد کو سامنے رکھ کر معاہدہ طے پایا۔

دوحہ معاہدے کی ایک اور خصوصیت یہ ہے کہ اس معاہدے کے تمام معاملات جید علمائے کرام کی نظروں سے گزرتے بلکہ ان کی تائید سے طے پاتے رہیں۔ الغرض اس معاہدے میں افغانستان کے مسلمانوں کی مجاہدانہ کارناموں کی بدولت بڑے اہداف (اسلامی نظام اور آزادی) حاصل کیے گئے، جو کہ ایک بہت بڑی کامیابی ہے۔ یہ معاہدہ جس طرح مجاہدین کے مفاد میں ہے اسی طرح امریکا کے لیے بھی مسئلے کے حل کا آسان اور منطقی راستہ ہے۔ لہٰذا اگر امریکا چاہتا ہے کہ افغانستان میں مزید ان کی عزت خاک میں نہ ملے تو ایک ہی راہ ہے کہ دوحہ معاہدے پر اس کی روح کے مطابق عمل کیا جائے۔

●●●

دوحہ معاہدہ:

افغانستان اور امریکہ کی سلامتی کا ضامن ہے۔

تحریر: نوراحمد سعید

امارت اسلامیہ اور امریکہ کے درمیان 29 فروری 2020 کو دوحہ میں جارحیت کے خاتمہ کا تاریخی معاہدہ ہوا، معاہدے پر دستخط کرنے کی تقریب میں اقوام متحدہ، اسلامی کانفرنس، یوروپی یونین، چین، روس اور افغانستان کے پڑوسی ممالک کے وزرائے خارجہ اور نمائندوں نے شرکت کی، تقریب میں شریک تمام ممالک کے نمائندوں نے دوحہ معاہدے کی حمایت کی اور اسے افغانستان کے جاری تنازعہ کے پرامن حل کے لئے ایک اچھا روڈمیپ قرار دیا۔

امریکہ اور افغانستان کے درمیان تعلقات کا پس منظر:

امریکہ اور افغانستان کے درمیان غیر رسمی تعلقات 1828 سے شروع ہوئے، تقریباایک صدی تک دونوں ممالک نے ایک دوسرے کے ساتھ غیر رسمی تعلقات برقرار رکھیں، اس عرصے کے دوران بہت سے امریکی شہری مختلف ناموں اور مختلف مقاصد کے تحت افغانستان آئے، جوزیاہ ہرلان پہلا امریکی شہری ہے جس نے امیر دوست محمد خان کے دور حکومت میں افغانستان کا دورہ کیا اور یہاں مختلف عہدوں پر فائز رہا۔

سن 1936 میں جب ظاہر شاہ افغانستان کے حکمران تھے، انہوں نے افغانستان اور امریکہ کے درمیان باضابطہ سفارتی تعلقات استوار کیے اور اب تک یہ تعلقات مختلف مراحل سے گزر چکے ہیں، بعض اوقات مثبت پہلو غالب رہا ہے اور کبھی منفی اثرات سے افغانستان کو بہت نقصان پہنچا ہے، امریکہ نے افغانستان کے ساتھ باضابطہ سیاسی تعلقات استوار کرنے کے بعد مختلف ادوار میں افغانستان میں تعمیر نو، آبپاشی اور زراعت کے شعبوں میں متعدد چھوٹے اور بڑے منصوبے پایہ تکمیل تک پہنچائے ہیں، جن میں ہلمند میں کجکی ڈیم اور باغرا نہر، قندھار میں دھلی ڈیم اور نہر اور کابل۔ قندھار قومی شاہراہ کی تعمیر وغیرہ شامل ہیں۔

1979 میں جب سوویت یونین نے افغانستان پر حملہ کیا تو امریکہ نے افغان عوام کا ساتھ دیا، سوویت یونین کی جارحیت کی مذمت کی، افغان عوام کے جہاد کی حمایت کی اور مجاہدین کو مالی اور فوجی امداد فراہم کرتے رہے لیکن جب 1989 میں سوویت یونین کو شکست ہوئی اور اس نے افغانستان سے اپنے فوجیوں کو واپس بلایا تو افغانستان سے متعلق امریکہ کی دلچسپی بھی کم ہوئی۔

1989 سے 1996 تک امریکہ اسی طرح لاتعلق رہا اور ایک مبصر اور غیر جانبدار کی حیثیت سے صورتحال کو دیکھتا رہا، لیکن جب طالبان کابل میں داخل ہوئے تو امریکہ ایک بار پھر متحرک ہوا، اور افغانستان کے معاملات میں مداخلت شروع کی، طالبان کے مخالفین کی اخلاقی اور سیاسی حمایت کی، اقوام متحدہ کی چھتری تلے طالبان حکومت پر سیاسی اور معاشی پابندیاں عائد کی گئیں اور مختلف طریقوں سے طالبان حکومت کو 2001 تک تنہائی میں رکھا گیا اور گیارہ ستمبر واقعہ کے بعد اس نے افغانستان پر فوجی یلغار کا اعلان کیا اور 7 اکتوبر کو امریکہ اور اس کے اتحادیوں نے ہمارے پیارے ملک پر وحشیانہ اور سفاکانہ حملہ کیا۔

افغانستان پر امریکی حملے کی بڑی غلطی:

افغانستان پر امریکی حملے نے افغانستان اور امریکہ دونوں کو بے حساب انسانی، سیاسی اور معاشی نقصان پہنچایا، امریکی جارحیت سے افغانستان اور افغان عوام نے شدید نقصان اٹھایا، لاکھوں افغان شہری شہید، زخمی اور گرفتار ہوئے، عوامی افادیت کے حامل مقامات، مذہبی، تعلیمی اور صحت کے مراکز، دیہات اور بازار کھنڈرات میں تبدیل ہوئے، افغانستان کرپشن میں بین الاقوامی سطح پر پہلے نمبر پر آیا، اخلاقی کرپشن شرمناک حد تک بڑھ گئی، منشیات کی کاشت، اسمگلنگ اور تجارت عروج پر پہنچ گئی، منشیات کے عادی افراد کی تعداد 20 لاکھ سے تجاوز کر گئی، نسلی اور قومی تعصبات کو ہوا

دی گئی، مقدس مقامات کی متعدد بار توہین کی گئی، افغان ثقافت اور اقدار کا مذاق اڑایا گیا، قومی شخصیات اور ان کے کارناموں کی توہین کے لئے مہم چلائی گئی اور مجموعی طور پر افغانستان کی زمینی اور فضائی حدود پر قابض قوتوں نے اپنا قبضہ جمایا اور ملکی خود مختاری اور قومی آزادی کو سلب کیا گیا۔

اس جنگ کی نہ صرف افغانستان بلکہ امریکہ نے بھی بھاری قیمت چکائی ہے، ہزاروں امریکی فوجی ہلاک، ہزاروں فوجی زخمی، ہزاروں فوجی اور ٹرانسپورٹ گاڑیاں تباہ ہوئیں اور ہزاروں غیر ملکی فوجی جو افغانستان میں تعینات تھے، نفسیاتی بیماری میں مبتلا ہوئے، جن میں بڑی تعداد نے خودکشی کی ہے، امریکہ نے افغانستان میں اس طویل ترین جنگ میں دو کھرب ڈالر لٹادیئے، لیکن ان تمام جانی نقصانات اور مالی اخراجات کے باوجود ہاتھ کچھ نہ آیا۔

امریکہ نے امارت اسلامیہ کے خلاف وسیع پیمانے پر فوجی اور وحشیانہ کارروائیوں اور مستقل پروپیگنڈوں کے ساتھ سیاسی، مالی، مذہبی اور معاشرتی دباؤ کے حربے بھی استعمال کئے لیکن ان تمام ترہتھکنڈوں کے باوجود امارت اسلامیہ کمزور نہیں ہوئی بلکہ امریکی جارحیت کے بعد ہر گزرتے دن کے ساتھ جارحیت کے خلاف عوامی مزاحمت نے شدت اختیار کی اور اور امریکہ اور کابل حکومت کا دائرہ اختیار محدود ہو کر ملک کے ستر فیصد حصے پر امارت اسلامیہ نے دوبارہ اپنا کنٹرول حاصل کیا۔

سب سے اہم بات یہ ہے کہ افغان جنگ نے امریکہ کو نہ صرف جانی اور مالی نقصان سے دوچار کیا بلکہ عالمی سطح پر اس کے امیج کو بھی داغدار کردیا اور اس کی ساکھ شدید متاثر ہوئی۔

امریکہ نے 18 سالہ طویل جنگ کے بعد امارت اسلامیہ کے ساتھ 29 فروری 2020 کو دوحہ میں فوجی انخلا کے لئے معاہدہ کیا، دوحہ معاہدہ چار اہم حصوں پر مشتمل ہے:

امریکہ اور اس کے اتحادی 14 ماہ کے اندر افغانستان سے تمام افواج، پرائیوٹ اہل کاروں اور غیر سفارتی عملہ کا انخلا کریں گے۔

امارت اسلامیہ کسی کو امریکہ اور اس کے اتحادیوں کے خلاف افغان سرزمین استعمال کرنے کی اجازت نہیں دے گی۔

بین الافغان مذاکرات کا آغاز۔

اور افغانستان کے مستقبل کے لئے ایک سیاسی روڈمیپ یا ہمہ گیر اسلامی حکومت کی تشکیل پر افغانوں کے درمیان اتفاق رائے قائم کرنا۔

افغانستان اور امریکہ کے لئے دوحہ معاہدے کے فوائد:

دوحہ معاہدے پر عمل درآمد افغانستان اور امریکہ دونوں کے مفاد میں ہے، اس معاہدے پر عمل درآمد کرنے سے امریکہ کی تاریخ کی طویل ترین جنگ ختم ہوجائے گی اور افغانستان سے امریکی سلامتی کو درپیش ممکنہ خطرہ ٹل جائے گا، افغان جنگ میں امریکہ کا جتنا جانی اور مالی نقصان ہوا ہے اور اب بھی اس کا روزانہ کتنا خرچ ہوتا ہے، ان تمام نقصانات کی روک تھام دوحہ معاہدے میں شامل ہے۔ دوحہ معاہدے پر عمل پیرا ہونے سے امریکہ جزوی طور پر اپنی کھوئی ہوئی ساکھ کو بحال کرسکتا ہے، افغانستان کے ساتھ سفارتی تعلقات برقرار رکھ سکتا ہے اور افغانستان اور خطے میں تجارتی، زرعی اور ترقیاتی منصوبوں سے فائدہ اٹھاسکتا ہے۔

نیز دوحہ معاہدے پر عمل درآمد کی صورت میں افغان عوام مذکورہ مسائل، بحرانوں اور مشکلات سے چھٹکارا حاصل کرسکتے ہیں، ایک مظلوم قوم کی حیثیت سے قومی آزادی حاصل کی جاسکتی ہے، آزادانہ زندگی، سلامتی اور انصاف سے لطف اندوز ہوسکتے ہیں اور اپنی منشاء کے مطابق نظام قائم کرسکتے ہیں۔

اگر دوحہ معاہدے پر عمل درآمد نہیں ہوا:

اگر امریکہ نے دوحہ معاہدہ توڑدیا تو جنگ مزید شدت اختیار کرے گی، افغانستان میں امریکہ کے سویلین اور فوجی تنصیبات پر دوبارہ حملے شروع ہوجائیں گے، اس کے جانی نقصانات اور مالی اخراجات بڑھ جائیں گے اور جنگ کی ذمہ داری اس پر عائد ہوگی۔ سب سے اہم بات یہ ہے کہ دوحہ معاہدے پر عمل درآمد کے علاوہ اس جنگ سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لئے امریکہ کے پاس کوئی اور راستہ نہیں ہے، چاہے وہ کتنے بہانے اور حربے استعمال کرے لیکن آخرکار اس معاہدے پر واپس آجائے گا اور اسی راستے پر گامزن ہوجائے گا۔

امریکہ بار بار اعتراف کرچکا ہے کہ وہ افغانستان میں جنگ نہیں جیت سکتا، ہاں یہ حقیقت ہے کہ امریکہ افغانستان میں جنگ نہیں جیت سکتا، امریکہ ایک دن ضرور افغانستان چھوڑدے گا، لہذا کل جو فیصلہ کرے گا، بہتر ہے کہ آج حقائق کو قبول کرے، افغانستان سے اپنی تمام فوجیوں کی واپس بلائے اور افغانوں کو اپنے ملک میں اپنی رائے کے مطابق نظام قائم کرنے کی اجازت دے۔

افغان عوام کی فطرت میں سرکشی اور شجاعت شامل ہے، ان کی تاریخ رہی ہے کہ کسی دور میں بھی انہوں نے اپنے ملک میں غیر ملکی فوجوں اور کٹھ پتلی حکومتوں کو برداشت کیا ہے اور نہ ہی ان پر حکمرانی کرنے کی اجازت دی ہے، گزشتہ بیس سال کی کامیاب

مزاحمت اس دعوے کو ثابت کرنے کی ایک بہترین مثال ہے، ہم نے 80 برس تک انگریز سامراج کے خلاف جنگ لڑی اور بالآخر آزادی حاصل کی، ہم نے سوویت یونین اور کمیونسٹوں کے خلاف 14 سال تک جنگ لڑی اور بیس سال سے امریکی جارحیت کے خلاف جدوجہد کر رہے ہیں، ہم تھک گئے اور نہ ہی ہمارے حوصلے پست ہوئے، ہمارے جذبے جوان اور ہمارے ولولے آج بھی پرجوش ہیں، ہم اپنے دین اور ملک کے دفاع کے لئے جدوجہد پر فخر کرتے ہیں اور فتح حاصل کرنے پر یقین رکھتے ہیں، ہم حق پر کھڑے ہیں اور ہمیں یقین ہے کہ اس معرکے میں ہم ہی سرخرو ہوجائیں گے، ان شاءاللہ۔

امارت اسلامیہ اور دوسری تنظیموں میں یہ فرق ہے کہ امارت اسلامیہ ملک گیر اسلامی قومی تحریک ہے جس میں مختلف اقوام کے لوگ شامل ہیں اور گرانقدر خدمات انجام دے رہے ہیں، جو بدخشان سے ہلمند تک، ننگرہار سے ہرات اور بلخ سے خوست تک تمام برادر اقوام کے لوگ بھائیوں کی طرح وطن عزیز اور دین کے تحفظ کے لئے جدوجہد میں مصروف ہیں لہذا کوئی بھی جماعت اور ملک افغانستان کے ساتھ تعلقات استوار کرنا چاہتے ہیں تو امارت اسلامیہ کے بغیر ممکن نہیں ہیں، امارت اسلامیہ واحد اعتدال پسند عوامی ادارہ ہے جس کی ملکی اور خارجہ پالیسیاں اعتدال پر مبنی ہیں، وہ دوہرے معیار اور دوغلی پالیسی پر یقین نہیں رکھتی، اس کے قول اور فعل میں تضاد نہیں ہے، وہ خیانت نہیں کرتی اور مخالفین کے ساتھ کئے گئے معاہدے پر عمل درآمد کے لئے پرعزم ہے۔

یہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ افغان عوام نے کسی ملک کو دھمکیاں دی ہیں اور نہ ہی کسی ملک کے اندرونی معاملات میں مداخلت کی ہے، بلکہ ہر دور میں سامراج، طاغوت اور مستبد قوتوں نے ہماری دھرتی پر جارحیت کی حماقت کی ہے ان کو منہ توڑ جواب دیا گیا ہے، ہم نے ہر دور میں بہادری سے اپنے حقوق کا دفاع کیا ہے اور حملہ آوروں کو ملک بدر کرنے پر مجبور کیا ہے۔

امارت اسلامیہ افغان عوام کا حقیقی نمائندہ:

دنیا خاص طور پر امریکہ کو امارت اسلامیہ کا موازنہ افغانستان کی دیگر سیاسی اور جہادی تحریکوں سے نہیں کرنا چاہئے کیونکہ امارت اسلامیہ کو عوام کی حمایت اور پذیرائی حاصل ہے، دوسرے الفاظ میں امارت اسلامیہ عوامی مزاحمت کا دوسرا نام ہے، اس نے عوام کے مطالبہ اور حمایت سے ملک سے بدامنی اور انارکی کا خاتمہ کیا اور مثالی حکومت قائم کی اور اب دو دہائیوں سے حملہ آوروں اور کٹھ پتلی حکومت کے خلاف عوامی جہادی تحریک کی قیادت کر رہی ہے۔

امارت اسلامیہ اور دوسری تنظیموں میں یہ فرق ہے کہ امارت اسلامیہ ملک گیر اسلامی قومی تحریک ہے جس میں مختلف اقوام کے لوگ شامل ہیں اور گرانقدر خدمات انجام دے رہے ہیں، جو بدخشان سے ہلمند تک، ننگرہار سے ہرات اور بلخ سے خوست تک تمام برادر اقوام کے لوگ بھائیوں کی طرح وطن عزیز اور دین کے تحفظ کے لئے جدوجہد میں مصروف ہیں لہذا کوئی بھی جماعت اور ملک افغانستان کے ساتھ تعلقات استوار کرنا چاہتے ہیں تو امارت اسلامیہ کے بغیر ممکن نہیں ہیں، امارت اسلامیہ واحد اعتدال پسند عوامی ادارہ ہے جس کی ملکی اور خارجہ پالیسیاں اعتدال پر مبنی ہیں، وہ دوہرے معیار اور دوغلی پالیسی پر یقین نہیں رکھتی، اس کے قول اور فعل میں تضاد نہیں ہے، وہ خیانت نہیں کرتی اور مخالفین کے ساتھ کئے گئے معاہدے پر عمل درآمد کے لئے پرعزم ہے۔

نتیجہ:

اگر امریکہ 2001 سے جنگ کی پالیسی پر عمل نہ کرتا تو اس وقت دنیا میں امریکہ کے خلاف جو معاشی، سیاسی اور فوجی بلاک بنے ہیں، یہ نہ بنتے، اور امریکہ موجودہ سنگین صورتحال سے دوچار نہ ہوتا، اگر امریکہ کسی نہ کسی بہانے سے دوحہ معاہدے پر عمل درآمد کرنے کے بجائے راہ فرار اختیار کرتا ہے، اور اپنے ناکام تجربات کو دہرا دیتا ہے تو اس جنگ کے تسلسل کا ذمہ دار بھی امریکہ ہی ہوگا، اس کی بین الاقوامی حیثیت اور سیاسی ساکھ مزید متاثر ہوجائے گی اور پھر کوئی بھی اس کے ساتھ معاہدہ کرنے پر آمادہ نہیں ہوگا۔ دوحہ معاہدہ افغانستان اور امریکہ کی سلامتی کے لئے ایک مثالی سیکیورٹی معاہدہ ہے، اس کی تمام شقوں پر طے شدہ ٹائم ٹیبل کے مطابق عمل درآمد ہونا چاہئے اور اس تاریخی معاہدے کے نفاذ میں مزید تاخیر نہیں ہونی چاہئے کیونکہ اس معاہدے کا خاتمہ دونوں ممالک کے لئے باعث نقصان ہے۔

نوٹ: یہ مقالہ دوحہ معاہدے کی پہلی سالگرہ کے موقع پر منعقدہ علمی و تحقیقی سیمینار میں پیش کیا گیا۔

دوحہ معاہدہ تاریخ کے ان ممتاز معاہدوں میں سے جو مسلمانوں کے لیے صدیوں قابل فخر رہا۔

مولوی شمس اللہ سالک صاحب کا دوحہ معاہدہ کی سالگرہ پر منعقدہ علمی و تحقیقی سیمینار سے خطاب

اس پروقار اجتماع کے معزز مہمانانِ گرامی!

سن ۱۳۹۸ کے حوت کے مہینہ کی ۱۰ تاریخ اور ہفتہ کا دن وہ تاریخی اور قابل فخر دن ہے جسے اللہ تعالی نے بطور اعزاز افغانوں کے نام کر دیا۔ اقوامِ عالم کو ایسا افتخار مدتوں سے نصیب نہیں ہوا ہے۔ اس معاہدہ کی مناسبت سے میں ذکر کرنا چاہتا ہوں کہ تاریخ اسلام کا سب سے پہلا معاہدہ جو سرورِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی سربراہی اور عالم اسلام کی نمائندگی اور کفارِ مکہ سے سہیل بن عمر کی نمائندگی میں سن ۶ ہجری ماہِ ذوالقعدہ میں طے پایا۔ یہ وہ معاہدہ ہے جو صلح حدیبیہ کے نام سے مشہور ہے۔ میں آج دوحا معاہدہ کی پہلی تجدید عہد کے موقع پر اس صلح حدیبیہ کی مختصر سرگزشت بتانا چاہتا ہوں۔

ہجرت کے چھٹے سال حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بغرض عمرہ مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ روانہ ہوگئے۔ جب یہ قافلہ عصفار نامی علاقہ پہنچا تو خالد بن ولید (جو اس وقت مسلمان نہیں ہوئے تھے) کی قیادت میں مشرکین کا ایک ٹولہ اس نہتے قافلہ کے خلاف اٹھ کھڑا ہوا۔ جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم راستہ تبدیل کرتے ہوئے ایک اور رخ پر حدیبیہ تک پہنچنے میں کامیاب ہوگئے۔ خالد بن ولید حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارادوں سے واقف ہوئے تو فوراً مشرکین مکہ کو حالات لکھ کر بھیجے۔ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم چاہتے تھے کہ اس راستے سے حرم مکی میں داخل ہوجائیں مگر جس اونٹنی پر سوار تھے قصواء نامی یہ اونٹنی اڑ گئی اور آگے جانے سے انکار کر دیا۔ چنانچہ اس بنیاد پر یہی جگہ مسلمانوں کا مستقر ٹھہرا۔ کیونکہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سمجھ گئے تھے کہ یہ سب کچھ خداوند قدوس کی جانب سے ہے۔ اسی لیے دربارِ رسالت سے یہ فرمان جاری ہوا "ماخلات القصواء وما ذاك لها بخلق ولكن حبسها حابس الفيل" اور پھر فرمایا: "والذی نفسی بیده لايسئلوني خطة يعظمون فيها حرمات الله تعالى إلا أعطيتهم إياها" جس کا مطلب یہ ہے کہ یہ لوگ مجھ سے ہر ایسی چیز کا مطالبہ کریں گے جس میں خدائی حرمات کا خیال رکھا گیا ہو تو میں دے دوں گا۔ چنانچہ یہیں پر کئی نمائندوں کا تبادلہ ہوا اور آخر میں مشرکین مکہ سہیل بن عمرو کی نمائندگی پر راضی ہوئے اور صلح نامہ دستخط کرنے پر اتفاق کیا۔ جب بات پر جانبین سے اتفاقِ رائے سامنے آگیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی سے فرمایا کہ لکھو! یہ وہ صلح نامہ ہے جس پر محمد رسول اللہ اور سہیل بن عمرو نے اتفاق کیا ہے۔ اس پر سہیل نے یہ اعتراض کیا کہ ہم اگر آپ کو رسول مانتے تو یہ جھگڑا کیوں پیش آتا؟ اس لیے آپ رسول کے لفظ کو ہٹا دے! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بیشک میں اللہ کا رسول ہوں اگرچہ تم اس کا انکار کرو، بہرکیف محمد رسول اللہ کی جگہ محمد بن عبد اللہ لکھا گیا۔ امام زہری فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ تنزل اس لیے گوارا فرمایا کہ وہ شروع میں فرما چکے تھے: "لايسئلوني......الخ"

اس مقدمہ کے بعد اس صلح نامہ کی چند وہ شقیں ملاحظہ ہو جن سے ہمارا معاہدہ کافی مماثلت رکھتا ہے:

۱۔ بسم اللہ الرحمان الرحیم۔ یہ وہ وثیقہ ہے جس پر محمد بن عبد اللہ اور سہیل بن عمرو نے اتفاق کیا ہے۔

۲- ہم دونوں فریق نے اس بات پر اتفاق کیا ہے کہ آئندہ دس سال تک ہمارے درمیان جنگ نہیں ہوگی، لوگ امن سے زندگی گزاریں گے۔ چوری، ڈاکہ اور غدر وخیانت نہیں ہوگی، اچھے تعلقات ہونگے اور انہیں بنیادوں پر بقیہ زندگی گزاریں گے۔

۳- جو قومیں اس وقت حاضر نہیں ہیں اور کسی ایک فریق کے عہد میں داخل ہونا چاہتی ہیں تو انہیں اس کا اختیار ہے۔

۴- مشرکین میں سے جو مدینہ جاکر مسلمان ہوگا تو مسلمان اسے واپس کرنے کے پابند ہونگے جبکہ اگر کوئی مسلمان مرتد ہوکر مشرکین کے پاس آجائے تو وہ واپس نہیں کریں گے۔

۵- محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اس سال عمرہ کیے بغیر واپس ہونگے اور اگلے سال اپنے ساتھیوں سمیت آئیں گے۔ یہاں تین دن رہیں گے اور مسافر کے لیے جس ہتھیار کی ضرورت ہے اس کے علاوہ کوئی اور ہتھیار اپنے ساتھ نہیں لائیں گے۔

اس صورتحال پر اگر ہم غور کریں تو ہمارا موجودہ قابل فخر بلکہ قابل صد افتخار معاہدہ ایک زبردست کارنامہ ہے۔ صلح حدیبیہ سے تو ہمیں کچھ تنزل کا جواز بھی ہاتھ آجاتا ہے مگر رب نے امارتِ اسلامیہ کو عزیمت کا درجہ عطاء کرکے اپنے موقف سے ایک گونہ ہٹنے سے بھی محفوظ فرمالیا ہے۔ یہ معاہدہ ایسا معاہدہ ہے جس میں کوئی ایک مادہ بھی ایسا نہیں ہے جس سے ہمارے وطن کی بدنامی ہو، اسلام کی بدنامی ہو۔ کسی مسلمان کے عقیدہ کو اس سے زک پہنچتا ہو، یہ آزادی اور استقلال کا وہ معاہدہ ہے جسے اللہ نے افغان ملت کو ان کی قربانی کے نتیجہ میں بطور اعزاز عطاء فرمایا۔

۶- محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) مکہ سے کسی کو اپنے ہمراہ نہیں لے جائیں گے اور ان کے ساتھیوں میں سے جو مکہ میں رہنا چاہے اس کو پابند نہیں کرنا چاہیے۔

سن ۱۳۹۸ حوت ماہ کی دسویں تاریخ کو قطر کے دارالحکومت دوحا میں امارتِ اسلامیہ کی قیادت نے قیدیوں، علماء، مجاہدین، اولیاء ربانیین اور بیواؤں ویتیموں کی دعا سے سخت اور گھمبیر حالات میں، اسلامی تعلیمات کی برکت سے، اپنے مدبرانہ فیصلے اور سوچ کے تحت، حنفی فقہ کی روشنی میں، عالمی سطح پر مضبوط مادوں پر مشتمل افغانستان کی مجاہد پرور اور شہادت پسند سرزمین کے گہوارے سے استعماری اور کفری طاقتوں کے انخلاء کا معاہدہ دستخط کیا، جو پوری امت مسلمہ کے لیے عظیم کارنامہ ہے اور امارتِ اسلامیہ کے لیے کامیابی کی بڑی نوید اور شاہکار فتح ہے، جس طرح صلح حدیبیہ کو قرآن نے فتح عظیم قرار دیا اسی طرح یہ معاہدہ بھی فتح عظیم ہے، یہ کوئی سادہ سا معاہدہ نہیں ہے یہ ایک عظیم کامیابی اور شاہکار فتح ہے جو اللہ نے امت مسلمہ کو نصیب کرائی۔

ایک ایسا وثیقہ جس کے ساتھ وہ تمام امیدیں دم توڑ گئیں جن کی مدد سے لوگ افغانستان کی تقسیم کا خواب دیکھ رہے تھے۔ ایسا وثیقہ جس کی مدد سے منتشر اور ابتر امت پھر سے یکجا اور پیوستہ ہوجائے گی۔ ایک ایسا وثیقہ جس نے ہر زبان اور قوم سے وابستہ لوگوں کو ایک میز پر جمع کیا۔ یہ اس معاہدہ کا آخری نتیجہ تھا جو عرب اور عجم کے مسلمانوں کو حاصل ہوا اور جس کی مدد سے وہ آزادی، خودمختاری اور استقلال سے بہرہ ور ہوگئے۔ اللہ تعالی پوری امت مسلمہ کو کامیاب اور خوشحال رکھے۔

میں امارتِ اسلامیہ کے ایک خادم کی حیثیت سے اس عظیم کارنامے اور قطر دفتر کی پوری امت مسلمہ کی سنجیدہ نمائندگی کی مبارکباد امارتِ اسلامیہ کے زعیم، قطر دفتر کے ارکان، ملک کے ہر فرد اور تمام مسلم ممالک کو پیش کرتا ہوں۔ افغانستان کی سرزمین مسلمانوں کے سجدوں کی سرزمین ہے، کلمہ توحید کا مرکز ہے۔ اسلام کے مقدس دین اور اہل سنت کے عقیدے کا مرکز ہے۔ بالخصوص حنفی فقہ اور اسلامی احکام کی حاکمیت کا گڑھ ہے۔ ہر وہ مسلمان جو کلمہ توحید پڑھتا ہے اور اسلامی اقدار کا قدرداں ہے اس عظیم فتح پر مبارکباد کا مستحق ہے۔

اس معاہدہ میں کوئی ایک ایسا مادہ نہیں ہے جو مسلمانوں کی ذلت اور نقصان کا باعث ہو بلکہ یہ سراسر ان مادوں پر مشتمل ہے جو مسلمانوں کی صلاح وفلاح اور خیر ہی خیر چاہتے ہیں۔ معاہدہ میں افغانستان کی آزادی، افغانستان کا استقلال اور افغان عوام کا ہر فیصلہ میں آزاد ہونا واضح کیا گیا ہے۔

قال اللہ تعالیٰ: وإن جنحوا للسلم فاجنح لها......الخ "اگر یہ لوگ صلح وآشتی پر آمادگی ظاہر کریں تو تم بھی اس طرف جھکاؤ ظاہر کرو اور اللہ پر بھروسہ رکھو! بیشک

اللہ سننے والے اور علم والے ہیں۔ قال العلماء: هذه الأية محمولة على ما إذا كانت في المصالحة مصلحة للمسلمين "یعنی اس آیت کا محمل وہ ہے جب صلح میں مسلمانوں کی خیر مضمر ہو۔ اگر مسلمانوں کا صلح کی صورت میں نقصان بربادی وغیرہ ہو تو فقہاء کا فیصلہ یہ ہے کہ وہاں صلح جائز نہیں ہے۔لقوله تعالى: ولا تهنوا وتدعوا إلى السلم.....الخ.

قال الفقهاء: لايقتصر الحكم على المدة المروية "یعنی صلح کے لیے جو مدت حضور علیہ السلام اور مشرکین کے درمیان طے ہوئی تھی دس سال کی حکم اس پر محصور نہیں ہے کہ اب سے آگے پیچھے نہیں ہو سکتا، بلکہ دار و مدار مسلمانوں کی مصلحت پر ہے اسی بنیاد پر مدت میں کمی بیشی آسکتی ہے۔

یہ باتیں حنفی فقہ کی مشہور کتابوں رد المحتار، عنایہ، عالمگیریہ، مبسوط سرخسی وغیرہ میں تفصیل سے درج ہیں اور اس پر سب کا اتفاق ہے۔

دوحا معاہدہ اور دیگر معاہدات میں فرق:

دوحا معاہدہ تمام مسلمانوں مرد و عورت اور عجم و عرب کا ایک زبردست قابل فخر سرمایہ ہے۔ یہ سب کا مشترکہ اعزاز ہے کسی ایک کے ساتھ خاص اور محصور نہیں ہے۔ تاریخ کے اندر معاہدات اور بھی ہوئے ہیں، جن میں ایک معاہدہ "بون کانفرنس" بھی ہے۔ جس وقت افغانستان پر حملہ ہو رہا تھا اس وقت جارح و قابض قوتوں نے "بون کانفرنس" منعقد کرایا، جس میں کفری طاقتوں نے یہ فیصلہ کر لیا کہ افغانستان اب ایک آزاد اور خود مختار ریاست نہیں۔ اس کے حکومتی مناصب اور حکومت کی تشکیل اب کفار کی مرضی سے متعلق ہو گی۔ جو شخص جتنی اعلیٰ سطح پر غلامی کا عہدہ نبھائے گا۔ جتنا بڑا بے ضمیر ہو گا۔ جتنا استعمار کے مفادات کا تحفظ کر سکے گا ان روبوٹوں کو اتنا ہی بلند منصب دیا جائے گا۔ اور اس کے بعد منزلہ بمنزلہ ترقیاں اور تنزلات عمل میں لائی گئیں۔ یہاں تک کہ گورنر اور آئی جی کی تقرری کا اختیار تک بھی اشرف غنی اور کرزئی کو حاصل نہ تھا۔ وہ امریکی رضامندی کے بغیر اس چھوٹے سے عہدے پر کسی کا تقرر نہیں کر سکتے تھے۔ افغانستان کے مسلمانوں کی عزت پارہ پارہ کرنے اور ان کی غیرت کو داؤ پر لگانے کے لیے غلامی کا یہ ایک معاہدہ ہوا تھا، مگر الحمدللہ افغانستان کے غیور عوام نے امارتِ اسلامیہ کی سربراہی میں 29 فروری 2020 کو عالمی استعمار سے ملک و ملت کی آزادی و حریت اور استقلال کا وثیقہ عالم کفر اور عالم اسلام کے روبرو عالمی اسٹیج پر ان سے واپس لے لیا۔ اور اس کے ساتھ ہی "بون کانفرنس" کی قراردادوں کو لغو قرار دیا گیا۔

دوسرا معاہدہ

چھ سال پہلے کابل کی بے بس، متزلزل اور غلام انتظامیہ نے اپنی عیاشی اور ڈالروں کی کمائی کی خاطر افغانستان کی آزادی اور حریت کی سند کفار اور استعماری قوتوں کو مہیا کر دی اور غلامی کی سند ان سے حاصل کر لی۔ جس کی آڑ میں افغانستان کی حریم میں واقع نو اڈے نیٹو اور امریکا کے سپرد کر لیے گئے۔الحمد للہ 29 فروری کو امارتِ اسلامیہ نے نیٹو اور امریکا سے انخلاء کا وثیقہ تمام عالم کے سامنے شاندار اور اعلانیہ مراسم کے ساتھ واپس لے لیا جس سے چھ سال پہلے کیا گیا مذکورہ معاہدہ (سلامتی معاہدہ کے نام سے موسوم) معطل ہو گیا اور افغانستان کی حریم کا اختیار افغانوں کو ہی حاصل رہا۔ اسی قرارداد کے تحت امریکی وحشی اہلکاروں نے وہ مظالم ڈھائے جن کے قلمبند کرنے سے قلم عاجز ہیں۔ رات کے اندھیرے میں خوفناک اور وحشت ناک چھاپے مارے۔ مسلمانوں کا قتل کا عام کیا۔ مساجد، مدارس اور صحت کے مراکز پر بمباری کی۔ یہ ساری کارستانیاں انہیں کی اور ان کی کرایہ پر لی گئی انتظامیہ کی تھیں۔ وہ کابل انتظامیہ جو ان اہلکاروں کی تعداد کا علم رکھتی تھی اور نہ ہی ان کی تقرریوں سے واقف تھی۔ نہ تو ان کے حالات کا اسے علم ہے اور نہ ان کے گھر اور کام کاج سے واقف ہے۔ نہ ان کی معیشت سے اسے کوئی آگاہی ہے اور نہ ہی ان کے مصارف سے باخبر ہیں۔ اور نہ ہی ان کی کارروائیوں کی اسے خبر ہوتی ہے۔ یہ اسی قرارداد کی فوج ہے جس نے مسلمانوں کے گھروں کو اجاڑ کر تاریخی مظالم برپا کیے۔

الحمدللہ امارتِ اسلامیہ نے امریکا اور اس کے تمام اتحادیوں سے، قطر کے دارالحکومت دوحا میں کفری اور اسلامی دنیا کے روبرو ان تمام وحشی اہلکاروں کے انخلاء کا وثیقہ عالمی اسٹیج پر علانیہ اور شاندار مراسم کے ساتھ حاصل کر لیا اور تمام قراردادوں کو لغو کر دیا۔

ایک ایسا وثیقہ جس کے ساتھ وہ تمام امیدیں دم توڑ گئیں جن کی رو سے لوگ افغانستان کی تقسیم کا خواب دیکھ رہے تھے۔ ایسا وثیقہ جس کی رو سے منتشر اور دربدر امت پھر سے یکجا اور یکشت ہو جائے گی۔ ایک ایسا وثیقہ جس نے ہر زبان اور کلچر سے وابستہ لوگوں کو ایک میز پر جمع کیا۔ یہ اس معاہدہ کا آخری نتیجہ تھا جو عرب اور عجم کے مسلمانوں کو حاصل رہا اور اسی کی برکت سے وہ آزادی، خود مختاری اور استقلال سے بہرہ مند ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ پوری امت مسلمہ کو کامیاب اور خوشحال رکھے۔

○○○

اس جنگ کے خاتمے کا واحد راستہ دوحہ معاہدے پر عمل درآمد ہے۔

امارت اسلامیہ کے سیاسی کمیشن کے سربراہ ملا عبدالغنی برادر اخوند کا امریکی عوام کے نام کھلا خط

ملا عبدالغنی برادر اخوند کا یہ خط انگریزی اور پشتو زبان میں امارت اسلامیہ کی ویب سائٹس پر شائع ہوا جس میں انہوں نے براہ راست امریکی عوام کو مخاطب کیا۔ جسے بین الاقوامی میڈیا پر بہت کوریج ملی ہے رائے عامہ پر اثر انداز ہونے کی وجہ سے اس مختصر سے خط کے عالمی سیاسی افق پر نمایاں اثرات نظر آئے۔ ماہنامہ شریعت اس کا اردو ترجمہ شائع کر رہا ہے۔

ہر قوم کی یہ خواہش ہے کہ اپنے ملک میں اپنے اقدار کے دائرے میں ہر قسم کے خطرے، جارحیت اور جنگ کے خوف کے بغیر آزاد فضاء میں زندگی بسر کرے۔ ہم نے گزشتہ انیس سالوں میں افغانستان میں اسی طرح کی آزاد زندگی کے لیے جدوجہد کی ہے۔

29 فروری 2020ء کو امریکا اور امارت اسلامیہ افغانستان کے درمیان معاہدہ بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے جس میں تمام غیر ملکی افواج، تمام تر غیر سفارتی عملہ، پرائیویٹ سیکورٹی کمپنیز اور ان کے کارکن، ٹرینر، مشیر اور مختلف قسم کی خدمات فراہم کرنے والے غیر ملکی عملے کو 14 ماہ کے اندر افغانستان سے نکل جانے کا عہد لیا گیا ہے۔

افغان امن عمل کو کامیاب اور موثر بنانے کے لیے چند نکات واضح کرنا ضروری ہیں:

1: گزشتہ انیس سالہ جنگ نے ثابت کیا کہ افغان مسئلہ طاقت کے استعمال، فوجی منصوبہ بندیوں اور جرنیلوں کی تبدیلی سے حل نہیں ہو سکتا۔

2: یہ جنگ جو امریکا کی تاریخ کی سب سے طویل جنگ ہے اور اس کی وجہ سے جس طرح افغان قوم مختلف سانحات اور تکالیف کا شکار ہوئی ہے اسی طرح امریکا کو بھی جانی اور مالی نقصانات اٹھانے پڑے ہیں۔ اس کی بین الاقوامی ساکھ متاثر ہوئی ہے۔ غرضیکہ دونوں فریقوں کے لیے نقصان کا باعث ہے۔

3: 19 سال کے بعد عقل اور منطق کا تقاضا یہی ہے کہ اب مکمل طور پر جنگ کے خاتمے لیے قدم اٹھا لیے جائیں اور معاہدے کی مکمل پاسداری کی جائے۔ امارت اسلامیہ افغانستان مسئلے کے سیاسی حل کے لیے کوشاں ہے۔ اسی کے لیے قطر میں سیاسی دفتر کھولا گیا۔

اس کے ساتھ ساتھ بین الاقوامی کانفرنسز اور اجلاسوں میں بھی کئی مرتبہ سیاسی حل پر تاکید کے ساتھ کچھ عملی اقدامات بھی اٹھائے ہیں اور بالآخر اقوام متحدہ سمیت بڑی تعداد میں دوسرے ممالک کے نمائندوں کی موجودگی میں دوحہ معاہدے پر دستخط ہوئے۔ جس کے بعد طالبان نے بھی معاہدے کی پاسداری کرتے ہوئے بڑے شہروں میں آپریشنز میں قابل ذکر کمی کی اور بین الافغان مذاکرات کا آغاز ہوا۔

4: ہمیں ادراک ہے کہ امریکا اور اس کے اتحادی بھی اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ افغان مسئلہ صرف بات چیت کے ذریعے ہی حل کیا جا سکتا ہے اسی لیے دوحہ معاہدے کے لیے مذاکرات کا آغاز کیا۔

5: اب چونکہ معاہدے کو ایک سال پورا ہونے کو ہے امریکی فریق سے ہمارا مطالبہ ہے کہ وعدے کے مطابق معاہدے کی مکمل طور پر پاسداری کریں۔

6: ہم مستقبل کے اسلامی نظام کے قیام اور مستقل امن کے لیے بین الافغانی تفاہم کے راستے پہنچنے کے لیے مطمئن ہیں۔

7: یہ ایک واضح حقیقت ہے کہ عوام کی قاطع اکثریت امارت اسلامیہ کی حمایت کرتی ہے یہ اللہ تعالیٰ کی نصرت اور عوام کی حمایت ہی کا نتیجہ ہے کہ ہماری جدوجہد کامیابی دہلیز پر پہنچ گئی ہے۔

8: امارت اسلامیہ افغانستان عوام کے ساتھ امتیازی سلوک کی ہرگز اجازت نہیں دیتی، یہ ملک تمام افغانوں کا مشترک گھر ہے اور اس گھر کے باشندوں کے درمیان متعصبانہ سلوک ناقابل قبول ہے۔

9: امارت اسلامیہ افغانستان نے جس طرح پہلے کئی مواقع پر واضح کیا ہے کہ ہم اپنے ملک کے اندر خواتین کے ان تمام حقوق کی حفاظت کریں گے جو انہیں شریعت اسلامیہ نے دیے ہیں۔ اس بارے میں ہم ایک بار پھر یہ بات واضح کرنا چاہتے ہیں۔

10: اسی طرح اسلامی اصولوں اور قومی مفاد و اقدار کو مد نظر رکھتے ہوئے آزادی اظہار رائے کی مکمل اجازت دیتے ہیں۔

11: امارت اسلامیہ نے جس طرح اپنے دور حکومت میں منشیات کی کاشت میں ریکارڈ کمی کی تھی، آج بھی دنیا کے ساتھ افہام و تفہیم کے ذریعے لوگوں کو متبادل فصلیں کاشت کرنے کے لیے ترغیب اور اقدامات کرے گی۔ اس کے علاوہ منشیات کے عادی افراد کا علاج بھی امارت اسلامیہ اپنی اہم ذمہ داری سمجھتی ہے۔

ایک بات کا اعادہ ضروری سمجھتا ہوں وہ یہ کہ ہمارا ملک ایک مسلط شدہ جنگ کا شکار ہے۔ اس جنگ کا اختتام سب کی ذمہ داری اور سب کے مفاد میں ہے اور اس کے اختتام کا سب سے موثر راستہ دوحہ معاہدہ کی پاسداری ہے اور عملدرآمد ہے۔ امارت اسلامیہ اپنی ذمہ داریوں کی طرف متوجہ ہے، دیگر فریق بھی اپنی ذمہ داریاں پوری کریں۔ امارت اسلامیہ کسی کے داخلی معاملات میں مداخلت کرتی ہے نہ کسی کو نقصان پہنچانے کا ارادہ رکھتی ہے اور نہ کسی اور کو یہ اجازت دیتی ہے کہ وہ ہمارے معاملات میں مداخلت کرے۔ اپنے ملک اور عوام کی دفاع ہمارا جائز حق ہے۔

امارت اسلامیہ کے سیاسی نائب و رئیس دفتر سیاسی قطر

ملا عبدالغنی برادر آخند

۴/۷/۱۴۴۲ھ ——— 2021/2/16

جارحیت کے دوام اور معاہدے کی عدم پاسداری کے خطرناک نتائج

ہارون بلخی

فریقین کے درمیان تنازعات اور رنجشوں کے خاتمہ کے لیے مذاکرات، بات چیت، گفتگو اور اجلاس ہوتے ہیں، جن میں بہت سے نشیب و فراز واقع ہوجاتے ہیں، آخرکار بحث و مباحثہ کے بعد فریقین ایک سمجھوتے پر راضی ہوجاتے ہیں اور اس دوران رہنماؤں اور بااثر شخصیات کی موجودگی اور گواہی میں ایک معاہدے پر متفق ہوکر اس پر دستخط کرتے ہیں۔ ہر فریق اپنے وعدے کے مطابق معاہدے کی پابندی اور پاسداری کرتا ہے، کسی قسم کی خلاف ورزی نہیں کرتا۔ ہر فریق خود کو ایک ذمہ دار فریق سمجھتا ہے۔

اس سلسلے میں ایک سال قبل افغانستان کے قبضے کے خاتمہ اور بیرونی افواج کے انخلا کی غرض سے مملکت قطر کے دارالحکومت دوحہ میں امارت اسلامیہ افغانستان اور امریکہ کے درمیان طویل مذاکرات اور کافی تگ ودو کے بعد ایک معاہدہ طے پایا۔ معاہدے کے اہم ترین نکات افغانستان سے تمام بیرونی افواج اور غیر فوجی اور سفارتی عملے کا 14 ماہ کے اندر انخلا، عام افغانوں کے گھروں پر رات کے چھاپوں کی بندش، طالبان قیدیوں کی رہائی، اقوام متحدہ سلامتی کونسل کی بلیک لسٹ سے طالبان رہنماؤں کا اخراج، بین الافغان مذاکرات اور افغان سرزمین کو امریکہ اور اس کے اتحادیوں کے خلاف استعمال نہ کرنے کی یقین دہانی تھے۔ طالبان نے معاہدے کی مکمل پاسداری کی، جس کا اعتراف سابق امریکی وزیر خارجہ مائیک پمپیو نے اپنے ایک بیان میں کرتے ہوئے کہا کہ معاہدے کے بعد ہماری افواج پر افغانستان میں کوئی حملہ ہوا اور نہ ہی کوئی امریکی فوجی یا شہری مارا گیا۔ مگر اس کے برعکس امریکی افواج کی جانب سے معاہدے کی بار بار کھلی خلاف ورزیاں کی گئیں اور طالبان نے دنیا کو آگاہ کیا۔

امریکہ میں صدارتی الیکشن کے بعد ڈونلڈ ٹرمپ کی جگہ جو بائیڈن صدر بن کر وائٹ ہاؤس میں داخل ہوئے۔ دنیا کے مختلف موضوعات کیساتھ ساتھ افغان مسئلہ کو بھی پرامن طریقے سے حل کرنے کا اشارہ دیا۔ اس سلسلے میں بعض خود غرض، ذاتی مفادات کے حریص، سابق امریکی اور دیگر فوجی اور سول حکام بار بار جو بائیڈن کو افغانستان سے نکلنے کے حوالے سے خطرناک نتائج کا عندیہ دے رہے ہیں۔ اس مہم میں سابق امریکی شکست خوردہ فوجی جنرل ڈیوڈ پیٹریاس اور ڈنفورڈ پیش پیش ہیں۔ جنہوں نے صدر اوباما کے دور اقتدار میں افغان نہتے عوام پر کسی قسم کے ظلم وستم سے دریغ نہیں کیا، لیکن پھر بھی کامیابی حاصل نہیں کرسکے۔ جنرل پیٹریاس کے اس ظالمانہ کردار کی امریکہ میں بھی مذمت کی گئی۔ جب پیٹریاس عہدے سے سبکدوش ہوا، تو امریکہ میں ایئرپورٹ سے باہر آتے ہوئے درجنوں شہریوں نے اس کو ہراساں کیا، اس کی ویڈیو بناتے ہوئے اسے قاتل قاتل کے نام سے پکارتے رہے۔ یعنی امریکی شہری بھی جنگ طلب عناصر اور اس کے حامیوں سے نفرت کرتے ہیں۔

اسی طرح چند شریر سابق امریکی حکام نے بھی افغان جنگ کے خاتمہ اور مئی تک بیرونی افواج کے انخلا کو خطرناک کہا ہے۔ جوزف ڈنفورڈ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے کیلی ایوٹ، ننسی لینڈ بورگ اور افغانستان و پاکستان کے لیے سابق امریکی ایلچی لورل میلر نے کہا ہے کہ ممکن ہے بائیڈن انتظامیہ بعض شرائط کی بنیاد پر افواج کے انخلا کو روک دے۔ نیز امریکی سینٹ میں فوجی خدماتی کمیٹی کے سربراہ سینٹر جک ریڈ نے کہا کہ افغانستان کی صورتحال کا امریکہ گہرائی سے جائزہ لے رہا ہے اور انہوں نے امریکی افواج کے عدم انخلا پر زور دیا۔ گلف نیوز نے افغانستان سے امریکی افواج کے

انخلا کے حوالے سے (افغانستان میں ایک طویل جنگ کے اختتام) کے زیر عنوان مفصل رپورٹ میں کہا کہ جب تک امن مذاکرات کا مثبت نتیجہ برآمد نہیں ہوتا، اس وقت تک امریکی فوجیں افغانستان میں موجود رہیں گی۔ امریکن بروکینگز ریسرچ سینٹر کے تجزیہ کار مائیکل اوہانلن نے دعوی کیا کہ امریکا اور طالبان کے درمیان طے شدہ معاہدہ ناقص ہے اور طالبان نے اپنے وعدوں پر عمل درآمد نہیں کیا۔ امریکی کانگریس کے بیرونی تعلقات کمیٹی کے ریپبلکن پارٹی کے رکن مائیک مک کول کا کہنا ہے کہ افغانستان میں اب تک خطرات موجود ہیں، جس کے لیے کانگریس کو شدید اقدامات اٹھانے چاہییں۔

چند روز قبل نیٹو رکن ممالک کا دوروزہ آن لائن اجلاس ہوا، لیکن طویل بحث کے بعد افغانستان سے افواج کے انخلا پر فیصلہ نہیں کیا گیا۔ نیٹو کے جنرل سیکریٹری ینس سٹولٹنبرگ نے سی این این سے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ افغانستان سے فوجوں کے انخلا میں اب تک وقت باقی ہے۔ تاہم جرمن پارلمان نے افغانستان میں تعینات اپنی افواج کی موجودگی میں ایک سال اور توسیع کردی۔ کابل انتظامیہ کے غیروں کے کٹھ پتلی حکام جرمنی کے اس اقدام پر خوش اور سپاس گزار ہیں۔ کابل انتظامیہ کے سلامتی امور کے ترجمان نے کہا کہ امریکا اور طالبان کے درمیان دوحہ میں طے شدہ معاہدے کے حوالے ہمارے ساتھ مشورہ نہیں کیا گیا، اسی لیے معاہدہ امن کے حوالے سے مؤثر ثابت نہیں ہوگا۔ لیکن اس کے برعکس امریکی وزارت دفاع کے ترجمان جان کربی نے پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ افغان جنگ کے خاتمہ کے لیے امریکہ سرتوڑ کوشش کر رہا ہے اور تنازعہ کے حل کے ایسے طریقے پر ہم غور کر رہے ہیں، جو افغانستان اور امریکا کے مفاد میں ہو۔

درج بالا تمام دعوؤں اور پروپیگنڈوں کو مد نظر رکھتے ہوئے روسی نیوز چینل آر ٹی نے ایک تجزیہ میں کہا کہ بہت ساری مغربی میڈیا افغان جنگ کو جاری رکھنے اور بیرونی افواج کے عدم انخلا کی جدوجہد کر رہی ہے، تاکہ جنگ کو دوام دینے پر امریکی حکام کو راضی کریں۔ یہاں تک کہ جنگ طلب عناصر اپنے مذموم مقاصد کے حصول تک پہنچ پائیں اور افغانوں کے لہو سے اپنے مفادات حاصل کریں۔

لیکن ہمیں یقین ہے کہ جس طرح افغان قوم نے 19 سال تک استعمار اور اس کے حواریوں کے خلاف مسلح جدوجہد کی، اپنے مذہب، اقدار، ثقافت اور ملک کی دفاع کی خاطر سروں کا نذرانہ پیش کیا۔ ایسا ہی یہ کاروان جاری رہے گا۔ کیونکہ افغانستان کے بارے میں ایک ضرب المثل مشہور ہے "اللہ تعالی آپ کو کوبرا سانپ کے زہر، شیر کے دانتوں اور افغان کے انتقام سے بچائے"۔ عزت، مہمان نوازی اور انتقام افغان قوم کے بنیادی اصول ہیں۔ شاعر مشرق علامہ اقبال رحمہ اللہ نے کہا کہ میں افغانوں کے جذبہ حریت، دینی جوش و خروش اور اپنی روایات پر قائم رہنے کو سراہتا ہوں۔ ان کے مطابق افغانوں کے سامنے ان کی تاریخ کے سنہری اوراق رکھتا ہوں تاکہ وہ اپنی عظمت رفتہ سے روشنی حاصل کریں اور موجودہ تاریکیوں کو دور کرنے کا عزم و حوصلہ جاری رکھیں اور مستقبل کے لیے خود ایک روشنی بن جائیں۔ اسی لیے شاعر مشرق علامہ اقبال کو افغانوں سے بہت محبت بھی تھی، کیوں کہ انہیں یقین تھا کہ افغان کبھی کسی کی غلامی قبول نہیں کرتے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے اپنی زندگی میں سلطنت برطانیہ کی شکست کو افغانوں ہی کے ہاتھوں سے دیکھا۔ برطانیہ اپنے سامراجی دور میں افغانستان کو فتح نہ کر سکا۔ برطانوی وزیراعظم چرچل نے کہا تھا کہ افغانستان میں جنگ سرمائے کا ضیاع اور رسوائی کا باعث ہے۔ سابق سوویت یونین کی سرخ ریچھ نے 10 سال تک افغانوں کا خون بہایا، لیکن نتیجہ صفر اور سوویت یونین اب رشیئن فیڈریشن ہے۔ امریکا نے 18 سال تک اپنی بھرپور قوت کا استعمال کیا، یہاں تک بموں کی ماں کا بھی افغان سرزمین پر تجربہ کیا گیا، لیکن خون خرابہ اور نفرت بھڑکنے کے علاوہ اور کوئی فائدہ حاصل نہ کر سکا۔ اب بھی وقت ہے، امریکی حکام کو دوحہ معاہدے کی مکمل پاسداری کرنا چاہیے، معاہدہ ٹوٹنے سے نہ صرف افغان قوم جنگ کی آگ کے شعلے میں جل جائیگی، بلکہ اس کے شعلے خطے کو لپیٹ میں لیں گے۔ یہ افغانوں کا ملک ہے، یہاں افغان قوم کے حقیقی فرزند حکمران رہیں گے، کٹھ پتلی اور غیروں کے مفادات کے محافظ یہاں نہیں رہ سکتے۔ اسی لیے علامہ اقبال رحمہ اللہ نے کہا تھا:

افغان باقی، کہسار باقی
الحکم للہ، الملک للہ

●×●×●

ہم ایسا تعلیمی نظام لانا چاہتے ہیں جو اسلامی احکام پر مشتمل، افغانی ثقافت سے ہم آہنگ اور جدید عصری تقاضوں کی تکمیل کرے۔

امارت اسلامیہ کے کمیشن برائے تعلیم و تربیت وہائر ایجوکیشن کے سیکریٹری اسد اللہ فرید کی دوحہ معاہدے کی سالگرہ کے موقع پر منعقدہ علمی و تحقیقی سیمینار سے خطاب

امارتِ اسلامیہ کے کمیشن برائے تعلیم وتربیت اور ہائر ایجوکیشن کے نمائندہ کی حیثیت سے افغانستان کے تمام مجاہدین، شہداء اور بیواؤں کے گھرانوں اور پوری مظلوم ملت کو جارحیت کے خاتمہ کے معاہدی کے پہلے سال کی تکمیل کی مناسبت سے مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ اللہ تعالی اس راہ میں تمام لوگوں کا جہاد، جدوجہد، محنتیں، مصائب اور قربانیوں کو قبول فرمائے۔

افغان قوم کی فداکاری اور قربانیوں کا ہی نتیجہ ہے کہ وہ دشمن جو ہمیں قتل یا قید کے علاوہ کوئی تیسرا راستہ دینے کو تیار نہیں تھا بالآخر امارتِ اسلامیہ کو ایک قوت اور طاقت بلکہ اپنا مقابل تسلیم کر کے معاہدہ دستخط کر دیے۔ یہ بلاشبہ اللہ تعالی کا فضل اور جہاد کی برکت ہے۔ اس گھڑی کے لیے دعا گو ہیں کہ اللہ تعالی افغانستان کی مظلوم ملت کو استعمار کی پیداوار اور باقیاتِ سیئات سے بھی نجات عطاء فرمائے اور ایک سچے حقیقی اسلامی نظام سے انہیں سرفراز فرمائے۔

جارحیت کے خاتمہ کے معاہدہ کی مناسبت سے ہمیں یاد رکھنا چاہیے کہ جارحیت کے ہمہ جہت خاتمہ کے لیے ہمہ جہت جدوجہد کی ضرورت ہے۔ ایسی جدوجہد جو افغان مظلوم ملت کو استعماری فکر سے نجات دے سکے۔

کمیشن برائے تعلیم و تربیت وہائر ایجوکیشن جو کہ نوجوان نسل کی تعلیمی ارتقاء اور انہیں فکری الحاد سے بچانے کے لیے ملک کے طول و عرض میں اسکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں سمیت ہر سطح پر کوشش کر رہا ہے للہ الحمد ملک کے ہر محاذ پر اس کی جدوجہد رواں دواں ہے اور سلسلہ پورے جوش و خروش سے چل رہا ہے۔ سینکڑوں اساتذہ اور شاگردوں کو اپنے ساتھ ملانے میں کامیاب ہوگیا ہے۔ کمیشن یاد دلاتا ہے کہ استعمار کے آنے کے ساتھ ہمارے اکثر تعلیمی ادارے اس نے بانجھ بنا دیئے جن کو دوبارہ فعال بنانے کے لیے کمیشن بھرپور جدوجہد کر رہا ہے۔ کمیشن اپنے افغان عوام کو یہ بھی یاد دلا رہا ہے کہ ان کی تعلیم و ترقی کے لیے کمیشن سے جو بن پڑا کمیشن اس میں کوتاہی محسوس نہیں ہونے دے گا۔ اس بابرکت دن کی مناسبت سے کمیشن قوم سے یہ وعدہ کر رہا ہے کہ وہ قوم کو ایسی تعلیم سے سرفراز کرے گا جو اسلامی احکام پر مشتمل، افغانی ثقافت سے ہم آہنگ اور جدید عصری تقاضوں کی تکمیل کرے۔

و من اللہ التوفیق۔

●●●

مگر تری مرگِ ناگہاں کا ابھی تک مجھے یقیں نہیں ہے

تحریر: عبدالرحیم ثاقب

راقم اور مطمئن صاحب ایک ہی علاقے کے باسی ہیں۔ ان کے سبھی بھائیوں کے ساتھ علاقائیت اور ایک ہی مدرسے کے فیلوز ہونے کی وجہ سے تعلقات تھے، لیکن خود ان کے ساتھ 1996 میں اس وقت تعلقات پیدا ہو گئے جب وہ صوبہ قندہار کے انفارمیشن اینڈ کلچر تنظیم کے شعر و ادب کے رکن تھے۔ مذکورہ تنظیم کے ڈھانچے میں ایک ثقافتی شوریٰ بھی تھی جس کے سربراہ انجینئیر عبداللہ گل صاحب تھے۔ محمد حسین شہید، عبدالبصیر شہید اور مطمئن صاحب اس شوریٰ کے نامور ارکان میں سے تھے۔ مطمئن صاحب اس وقت میدان جنگ سے انفارمیشن اینڈ کلچر میں تازہ آئے تھے۔ اگرچہ ان کے چہرے سے ایک چاق و چوبند فوجی کے اثرات عیاں تھے، لیکن ان کے عمل اور گفتگو ایک رومان انگیز شاعر کی سی تھی۔ مطمئن صاحب نے امارت اسلامیہ اور امریکی جارحیت کے دوران ایک متحرک مجاہد راہ نما کے طور پر اپنی سیاسی، جہادی، ادبی اور ثقافتی سرگرمیاں جاری رکھیں۔ قندہار کے انفارمیشن اینڈ کلچر تنظیم کی سربراہی کے دوران روزنامہ طلوع افغان اور خلافت مجلہ کی ادارت کرتے ہوئے قندہار کی ثقافت اور شعر و ادب کے ارتقا و تحفظ کے لیے پروگرامات کیے۔ اسی کے ساتھ ساتھ میڈیا پر امارت اسلامیہ کے ایک مضبوط ترجمان کی طرح امارت اسلامیہ کا دفاع بھی کرتے رہیں۔ افغانستان پر امریکی جارحیت کے بعد بھی موصوف نے سیاسی و ثقافتی سرگرمیاں جاری رکھیں اور امارت اسلامیہ کے پہلے ترجمان مجلہ "عزم" کے اجرا میں بنیادی کردار ادا کیا۔ اس زمانے میں "عزم" میں سب سے جاندار اور پر اثر ادبی و سیاسی مضامین و اشعار موصوف اور مستمند شہید کے تھے۔ انہوں نے امریکی جارحیت کے دوران جہادی فعالیت کے ساتھ ساتھ میڈیا کے ساتھ روابط کے لیے ایک مضبوط و فعال نیٹ ورک قائم کیا۔ یہ نیٹ ورک روزانہ کی بنیاد پر غاصبین کے خلاف جہادی سرگرمیوں کی خبریں جمع کر کے اسے میڈیا کے ساتھ شئیر کرتا تھا۔ اس حساس وقت میں غاصب قوتوں کی پوری توجہ اس نیٹ ورک کے خاتمے اور اس کی سرگرمیوں کو ختم کرنے پر تھی، لیکن مطمئن صاحب نے اس کے تحفظ کے لیے ایسی حکمت عملی اختیار کی جسے استعمار اپنے تمام تر وسائل اور انٹیلی جنس کی طاقت کے باوجود ختم کرنے میں ناکام رہا۔ اس نیٹ ورک کے لیے ملک کے طول و عرض میں فرضی ناموں سے دو ترجمان اور دو نکاتی اصول مقرر کیے گئے۔ جن مقامات پر جہادی کارروائیاں جاری رہتیں وہاں سے پل پل کی خبریں پہنچ جاتیں، وہ اپنی نشریاتی اداروں سے بھی نشر ہوتیں اور بین الاقوامی میڈیا کو بھی فراہم کی جاتی تھیں۔ گویا اس نیٹ ورک کے ذریعے دو اہداف حاصل کیے گئے۔ ایک یہ کہ میڈیا کے ذریعے دشمن کے وہ تمام منصوبے ناکام بنا دیے جو امارت اسلامیہ کی کارروائیوں کو میڈیا پر نشر ہونے سے روکنے کے لیے بنائے تھے۔ دوسرا یہ کہ ترجمانوں کو فرضی نام دیے گئے جس کا فائدہ یہ نکلا کہ انھیں نشانہ بنانا نہایت مشکل کام تھا۔ فرضی ناموں سے ترجمان مقرر کرنے کی حکمت عملی اس حد تک کامیاب ہوئی کہ دشمن اپنے تمام تر وسائل اور انٹیلی جنس طاقت کے باوجود نہ ان کا سراغ لگا سکے اور نہ ہی ان کے اصلی ناموں کا پتہ لگا سکے۔

امریکی جارحیت کے خلاف جہاد کے دوران مطمئن صاحب مرحوم کا دوسرا بڑا کارنامہ یہ تھا کہ امارت اسلامیہ کے مؤسس امیر المؤمنین ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ کی وفات کے بعد ملا اختر محمد منصور شہید رحمہ اللہ کی صورت میں امارت اسلامیہ کی قیادت کے حق میں کھل کر میدان میں آگئے اور میڈیا میں اس کی تائید کے لیے رائے عامہ بنانے میں اہم کردار ادا کیا۔ امیر المؤمنین ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ کی وفات کے بعد یہ خیال ظاہر کیا جا رہا تھا کہ کسی متفق علیہ شخصیت کی عدم موجودگی کی صورت میں امارت اسلامیہ میں دراڑیں پڑ سکتی ہیں، لیکن ملا اختر محمد منصور شہید کی صورت میں علما و مشائخ نے اس صورت حال کا بروقت تدارک کیا جس میں مطمئن صاحب کے مؤثر اقدامات کا کردار بھی شامل رہا، کیوں کہ وہ مقامی اور بین الاقوامی

میڈیا میں ان کی تائید کے لیے برابر رائے عامہ ہموار کرتے رہے۔ مطمئن صاحب نہ صرف ادیب، شاعر اور نقاد تھے بلکہ ان کی سیاسی فعالیت بھی کسی سے کم نہ تھی۔ موصوف کی یہ خداداد صلاحیت اس وقت مزید نکھر کر سامنے آئی جب وطن عزیز امریکی یلغار کے زد میں آیا اور اس کے خلاف کارروائیاں بھی مخفی طریقے سے جاری تھیں۔ مطمئن مرحوم امارت اسلامیہ کے قائدین میں سے ایک فعال اور مشہور و معروف سیاسی شخص تھے جس کی دشمن کی جانب سے کڑی نگرانی میں جاسوسی کی جاتی تھی، لیکن اس کے باوجود وہ وفات تک جارحیت کے خلاف ننگی تلوار تھے۔ جارحیت کے آغاز سے وفات تک جہادی سرگرمیوں کے ساتھ ساتھ سیکڑوں مضامین اور نظمیں لکھیں جو مختلف اوقات میں جہادی مجلات میں شائع ہوتی رہیں۔ زلاند ویب سائیٹ، ملا محمد عمر مجاہد، طالبان اور افغانستان" نامی تاریخی کتاب کی تصنیف اور بین الاقوامی میڈیا کے ساتھ اپنی زبان میں تاریخی انٹرویوز اس کی مثالیں ہیں۔ اپنی بعض نظموں میں تنہائی کا تاثر ان کی قلندرانہ طبعیت کا اثر ہے۔ ان کی طبعیت کی یہ خصوصیت صحابیِ رسول حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کی طبعیت کے ساتھ خاص مناسبت رکھتی ہے جن کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا

"رحم اللہ أبا ذر، يمشي وحده، ويموت وحده ويبعث وحده" (رواہ البخاری)

وہ مستغنی طبعیت کے مالک تھے، نام و نمود اور ریاکاری نام کی کوئی چیز ان میں نہ تھی۔ مناصب اور مادی چیزوں سے کامل طور پر بے پروا تھے۔ اخلاص و صداقت اور پاک بازی ان کی خصوصیت تھی۔ سخت سے سخت حالات میں جہادی مقاومت کے دوران ترجمان جیسی خطرناک ذمہ داریاں بھی اپنے سر لے لیں اور اپنے لیے جو ذمہ داریاں لیں ان پر کامل طور پر مطمئن بھی تھے۔ موصوف پر بیرونی جارحیت کے مقابلے میں بہت سارے مشکلات آئے، لیکن مجال ہے کہ انہوں نے ایک لمحے کے لیے بھی ان کی جارحیت کو قبول کرنے کا سوچا ہو۔ اللہ تعالی انھیں اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور افغانستان پر بیرونی یلغار کے خاتمے کا ان کا دیرینہ خواب پورا فرمائے۔ آمین یارب العالمین۔

●●●

محترم قارئین!

ماہنامہ شریعت کی ادارتی ٹیم میگزین کی بہتری کے لیے مسلسل روبہ عمل ہے اور شدید محنت کرتی ہے۔ میگزین کے علمی، صحافتی اورادبی معیار کے ساتھ اس کی پرنٹنگ اور پیش کش پر بھی محنت کی جاتی ہے۔ ادارے کی اس محنت کو قارئین تک پہنچانے اور امارت اسلامیہ کے موقف کو دنیا کے سامنے واضح کرنے کے لیے ادارے کے ساتھ تعاون فرمائیں۔ ماہنامہ شریعت اپنی مناسب قیمت اور اعلی معیار کے ساتھ سب کی پسند ہے۔ آپ اسے اپنے کاروبار اور اخروی اجر میں اضافے کا ذریعہ بناسکتے ہیں۔ اپنے بک سٹال، اخبار ہاکر اور دیگر کاروباری مراکز کے لیے اپنی کاپیوں کی تعداد ذیل میں دیے گئے واٹس اپ نمبر پر بک کروائیں۔

ماہنامہ شریعت کی جانب سے مدارس، کالجز اور یونیورسٹیوں کی لائبریوں یا دیگر عوامی لائبریریوں کے لیے ماہنامہ شریعت کی اعزازی کاپی جاری کروانے کی سہولت موجود ہے۔ مذکورہ اداروں کے ذمہ داران اپنے ہاں جاری کروانے کے لیے اپنے ادارے کے ڈاک ایڈریس مطلوبہ تعداد کے ساتھ بھیجیں۔

اس کے علاوہ علما، ممتاز صحافیوں، اہل علم ودانش، یونیورسٹی پروفیسرز اور ممتاز ادبی شخصیات کے لیے اعزازی کاپیوں کے مخصوص کوٹے میں گنجائش باقی ہے۔ اس کوٹے میں اپنا نام شامل کرنے کے لیے اپنے ایڈریس ہمیں ذیل میں دیے گئے وٹس آپ نمبر پر روانہ کریں۔

0093-708916543

وہ خوددار اور خود مختار مطمئن

تحریر: ابوظہیر

امارت اسلامیہ افغانستان کے سابق ترجمان، مشہور کالم گار اور مایہ ناز شاعر مولوی عبدالحیٔ مطمئن 22 جنوری 2021 کو انتقال کرگئے اور مرحومین کے قافلے میں شامل ہوگئے۔

اناللہ واناالیہ راجعون۔ان للہ ما اخذ ولہ ما اعطی وکل شئ عندہ باجل مسمی

امارت اسلامیہ نے مطمئن صاحب کے انتقال پر خصوصی اعلامیہ جاری کیا اور ان کی وفات پر گہرے دکھ اور غم کا اظہار کیا، اعلامیہ میں ان کے پسماندگان، رشتہ داروں اور دوستوں سے اظہار تعزیت کرتے ہوئے دعا کی گئی کہ اللہ تعالی ان کی مغفرت اور خدمات کو قبول فرمائے۔

مولوی عبدالحیٔ مطمئن صوبہ غزنی کے ضلع قرہ باغ میں ایک دین دار گھرانے میں پیدا ہوئے تھے، انہوں نے دینی علوم کے مروجہ فنون مکمل کرنے کے بعد جامعہ امداد العلوم پشاور سے سند فراغت حاصل کی، اور مولانا محمد حسن جان شہید اور دیگر علماء کرام سے احادیث کی کتابیں پڑھیں۔

جب افغانستان میں طالبان کی اسلامی تحریک نے فتنہ اور فساد کے خلاف جہاد کا آغاز کیا، تو مطمئن صاحب بھی دیگر ساتھیوں کے ہمراہ اس تحریک میں شامل ہوئے، جب اسلامی تحریک کے مجاہدین نے کابل پر سفید پرچم لہرایا تو قندہار میں بحیثیت سربراہ شعبہ اطلاعات وثقافت کام کرنے والے مولوی امیر خان متقی کابل میں وزیر اطلاعات مقرر ہوئے اور ان کی جگہ قندہار میں مولوی سید محمد حقانی محکمہ اطلاعات وثقافت کے سربراہ مقرر ہوئے جب کہ مولوی عبدالحیٔ مطمئن ریڈیو قندہار کے انچارج مقرر ہوئے، کچھ عرصہ بعد جب مولوی سید محمد حقانی انتظامی امور کے سربراہ مقرر ہوئے تو ان کی جگہ مطمئن صاحب کا تقرر کیا گیا، اس دوران انہوں نے امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ کے ترجمان کی حیثیت سے بھی خدمات انجام دیں، وہ امارت اسلامیہ کے خاتمے تک ان عہدوں پر برقرار رہے، انہوں نے ان ذمہ داریوں کو نبھانے میں اپنی صلاحیت کا لوہا منوایا اور نہایت خوش اسلوبی سے اپنی ذمہ داریاں نبھائیں۔

حقیقت یہ ہے کہ ان کی وفات کسی ایک خاندان کا دکھ اور غم نہیں ہے بلکہ ان کے انتقال سے تقریبا پوری امارت اسلامیہ غمزدہ ہے، کیونکہ ان کی وفات سے جو خلا پیدا ہوا ہے، اس کا پر ہونا مشکل ہے۔

مطمئن صاحب کو اللہ تعالی نے بہت ساری خوبیوں اور صلاحیتوں سے نوازا تھا، وہ نہ صرف جید عالم تھے بلکہ فصیح اللسان مقرر، نامور ترجمان، مایہ ناز شاعر، ادیب اور بہترین کالم نگار تھے، اسی وجہ سے علمی، ادبی اور سیاسی حلقوں میں انہیں کافی شہرت اور مقبولیت حاصل تھی۔

جیسا کہ پہلے ذکر کیا کہ مرحوم امارت اسلامیہ کی حکومت کے دوران قندھار کے محکمہ اطلاعات وثقافت کے انچارج ہونے کے علاوہ امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ کے ترجمان بھی تھے، بلاشبہ امیر المومنین کی ترجمانی کا عہدہ بڑا اعزاز تھا، وہ آخر تک اس عہدے پر برقرار رہے، اسی وجہ سے وہ امیر المومنین کے انتہائی وفادار اور قابل اعتماد رہنماؤں میں شمار ہوتے تھے۔

وہ ایک جامع اور ہمہ گیر شخصیت کے مالک تھے، جو شاعروں اور نثر نگاروں کے درمیان ایک مشہور شاعر اور نثر نگار کی حیثیت سے جانے جاتے تھے، وہ شعر وادب کے میدان کے معتبر نام تھے، ان کی غزلیں اور نظمیں زندگی کے بہت سے موضوعات کو اپنے دامن میں سموئے ہوئے ہیں، ان کی شاعری فنی معیار کے مطابق تھی، بڑے بڑے شعراء ان کی شعری صلاحیتوں اور نزاکتوں کو سراہتے تھے۔

شاعری کے علاوہ وہ نثر لکھنے میں اپنے ہم عصر شعراء سے کم نہیں تھے بلکہ وہ ان کے سرخیل تھے، وہ بہت معنی خیز نثر لکھتے تھے، وہ خانہ پری نہیں کرتے تھے بلکہ بامقصد اور سلیس انداز سے نثر لکھتے تھے، شعر کی طرح ان کا نثر بھی روحانیت، عقلیت اور استدلال کی مثال تھا، جو مختصر پیراگراف، جملوں اور الفاظ میں اور بہت کم وقت میں نہایت مؤثر انداز سے قلم کے ذریعے اپنے "مافی الضمیر" کا اظہار کرتے تھے۔

جس طرح مرحوم مطمئن صاحب کا ایک قلمی نام "خپلواک (آزاد)" تھا، بے شک وہ

عمل اور فطرت میں آزاد تھے، ان کی تحریریں آزادی کی شہکار تھیں، وہ قلم کی آزادی کے علمبردار تھے، جو کچھ لکھتے، پہلے اپنے دل کے لہو میں ڈبوتے، پھر اپنے قلم کی حرکت سے انہیں الفاظ کے سانچے میں ڈال دیتے، ان کی تحریروں میں ایک قسم کی بے باکی پائی جاتی تھی، وہ منافقت اور ریاکاری سے نفرت کرتے تھے، صاف گو اور مضبوط عزم کے پیکر تھے، قلم کی آزادی کے تقدس اور اہمیت کے پاسبان تھے، وہ قلم پر پابندیوں کو برداشت نہیں کرتے تھے، وہ سیاہ کو سیاہ اور سفید کو سفید کہنے کے عادی تھے، ہر طرح کے لالچ، ہوس اور مادہ پرستی سے دور تھے، انہوں نے کبھی بھی اپنے طاقتور قلم اور بڑے نام کو دنیاوی مقاصد اور مادی مفادات کے حصول کے لئے استعمال نہیں کیا، وہ اپنی قلم کاری اور قابلیت کو ان چیزوں سے بالاتر رکھتے تھے، اسی وجہ سے کبھی کبھار ان کے قریبی دوست بھی ان سے ناراض ہو جاتے تھے، لیکن "ولا یخافون لومۃ لائم" کے قرآنی اصول کے مطابق وہ کسی کی پرواہ نہیں کرتے تھے، وہ صرف حقائق کو ترجیح دیتے تھے، وہ ذاتی مفادات اور دوستانہ تعلقات کے نہیں، بلکہ سچائی لکھنے اور بولنے کے پابند تھے۔

جی ہاں! مطمئن صاحب کے کچھ بیانات یا تحریروں کے مضمرات کے حوالے سے ان سے اختلاف کیا جاسکتا ہے، مذکورہ بالا تحریر کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ان کے تمام افعال یا تاثرات سے اتفاق کیا جاسکتا ہے، میں نے خود ان سے کچھ مضامین پر اپنے تحفظات کا اظہار کیا، اور انہیں کچھ موضوعات پر نظرثانی کرنے کا مشورہ بھی دیا، جو انہوں نے بڑے غور سے سنا اور ان میں سے کچھ پر نظرثانی کرنے کا وعدہ بھی کیا لیکن مرحوم کے خلوص، نیک نیتی، تقویٰ اور قابلیت پر شک کرنے کی کوئی گنجائش نہیں ہے، وہ واقعتاً مخلص رہنما تھے، وہ امارت اسلامیہ کے اعلیٰ مقاصد کے دفاع کے لئے پرعزم تھے، وہ تکبر اور ریا سے پاک اور صاف گو انسان تھے، وہ ایک منفرد مزاج کے مالک تھے، جس کی وجہ سے وہ کچھ معاملات میں الگ رائے رکھتے تھے اور زندگی بھر ان پر قائم رہے۔

انہی تفردات نے انہیں اپنے ساتھیوں سے دور کر دیا تھا، جس کی وجہ سے ان کی صحت پر منفی اثر پڑا۔ بلاشبہ وہ دوراندیش اور مفکر رہنما تھے، وہ جعلسازی سے پاک انسان تھے، وہ اعلیٰ عہدوں کا لالچ نہیں رکھتے تھے، اور نہ ہی کسی بڑے منصب کے حصول کے لئے اصول کو پامال کرتے تھے، وہ خوددار اور اصول پسند رہنما تھے، وہ ہر اس شخص کے شدید مخالف تھے جو امارت کے اصولوں کی جان بوجھ کر یا غلطی سے کسی معمولی خلاف ورزی کا مرتکب ہوا ہوتا۔

آخر میں ہم مطمئن صاحب کے اہل خانہ سے تعزیت کرتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ مطمئن صاحب کی تمام نیکیاں قبول فرمائے اور انہیں جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطاء فرمائے، ان کے پسماندگان اور دوستوں کو صبر جمیل عطاء فرمائے۔

اللھم اغفرلہ وارحمہ وألحقہ بالعلماء الصالحین آمین

قطر سیاسی دفتر میں امارت اسلامیہ افغانستان کی سیاسی سرگرمیاں اور ملاقاتیں

تحریر: مستنصر حجازی

5 فروری 2021: امارت اسلامیہ افغانستان کے سیاسی معاون اور قطر میں امارت اسلامیہ کے سیاسی دفتر کے سربراہ ملا برادر اخند کی سربراہی میں ایک موقر وفد پڑوسی ملک ترکمانستان کی دعوت پر وہاں پہنچ گیا۔

اس سفر میں افغانستان اور ترکمانستان کے متعلقہ مسائل جیسے تجارت اور سیاسی مسائل پر دونوں ممالک کے وفود آپس میں تبادلہ کریں گے۔

6 فروری 2021: امارت اسلامیہ کے سیاسی معاون اور قطر میں امارت اسلامیہ کے سیاسی دفتر کے سربراہ ملا برادر کی قیادت میں ترکمانستان کے سرکاری دورے پر گئے وفد نے آج ترکمانستان کے نائب صدر اعظم اور وزیر خارجہ رشید مردوف اور دیگر اعلی حکام کے ساتھ ملاقات کی۔ ملاقات خوشگوار ماحول میں ہوئی، جس میں دونوں ممالک کے درمیان بہتر تعلقات کی فضا بنانے کے لیے کوششوں، سرحدات کی حفاظت، افغانستان میں ترکمانستان کی جانب سے شروع کیے گئے ترقیاتی منصوبوں کی بحفاظت تکمیل، قیدیوں کی رہائی، افغانستان کی رواں سیاسی صورت حال اور تعلیم پر تبادلہ خیال کیا گیا، ملاقات میں ٹاپی گیس پائپ لائن اور ریلوے جیسے بڑے منصوبوں پر خصوصی گفتگو کی گئی۔ امارت اسلامیہ کے وفد کی جانب سے ان تمام منصوبوں کی حفاظت کے لیے ہر ممکن تعاون کی پیش کش کی گئی۔

6 فروری 2021: آج عصر کو امارت اسلامیہ کے سیاسی معاون اور قطر میں امارت اسلامیہ کے سیاسی دفتر کے سربراہ ملا برادر اخند کی قیادت میں وفد نے ترکمانستان کے نائب صدر اور ترکمانستان کی سلامتی کونسل کے سربراہ اناتوف چاری مراد اور وزیر برائے قومی سلامتی قربان انایوف اور دیگر اعلی حکام کے ساتھ ملاقات کی، جس میں ترکمانستان کے ساتھ متصل سرحد کے تحفظ اور ترکمانستان کی جانب سے افغانستان میں شروع کیے گئے ترقیاتی منصوبوں کی تکمیل و حفاظت پر تبادلہ خیال کیا گیا۔ ملاقات میں بین الافغانی مذاکرات اور خطے میں امن وامان کی صورت حال پر بھی گفتگو کی گئی۔

22 فروری 2021: آج بین الافغان مذاکرات کے لیے منتخب دونوں ٹیموں کے سربراہوں اور بعض اراکین کے درمیان خوشگوار ماحول میں ملاقات ہوئی، جس میں مذاکرات جاری رکھنے پر اتفاق کیا گیا۔ مذاکرات کے ایجنڈے میں موضوعات کی ترتیب کے لیے منتخب کی گئی ٹیموں کو ذمہ داریاں سونپی گئیں، جو مستقبل میں اس حوالے سے نشستوں کو یقینی بنائیں گی۔

مولوی عبدالحئ مطمئن !

تحریر: عتیق اللہ عزیزی

میرے بے تکلف دوست

میرے مطمئن!

میں سچ کہوں؟ آپ اس دور کے آدمی نہیں تھے جس میں آپ پیدا ہوئے تھے، میں آپ کی حیات میں آپ کے ضمیر، شاہانہ غربت، دین، وطن، طالب، مجاہد اور مظلوم عوام سے آپ کی ہمدردی کی تصویر آپ کو دکھا نہیں سکتا تھا، جو کچھ میں آج لکھ رہا ہوں یہ سب آپ کی موجودگی میں لکھ نہیں سکا، کیونکہ میں جانتا تھا کہ آپ کی نظروں اور نفیس مزاج پر یہ بات گراں گذرے گی کہ کوئی آپ کے سامنے آپ کی تعریف کرے۔

پیارے دوست!

مجھے معلوم تھا کہ جب امریکہ، نیٹو اور اتحادیوں نے وطن عزیز پر حملہ کیا اور امارت اسلامیہ کی توجہ شہروں سے نواحی علاقوں اور پہاڑوں پر مرکوز ہوئی، اس وقت آپ ہزاروں ذرائع ابلاغ اور پروپیگنڈہ مشینری کے سامنے تن تنہا کھڑے ہوئے، آپ کی آواز بند نہیں ہوئی، آپ دشمن کی طاقت سے مرعوب نہیں ہوئے، بلکہ نہایت مشکل حالات میں اپنے نام اور شناخت سے انٹرویو کئے اور دنیا پر ثابت کر دیا کہ امارت اسلامیہ اب بھی موجود ہے، اپنے موقف پر قائم ہے، صرف سرکاری عمارتوں اور مراکز سے پسپا ہوئی ہے۔ انہوں نے ان حالات میں خدمات انجام دیں جس وقت امارت اسلامیہ کا نام لینا بھی سنگین جرم تھا۔

پیارے دوست!

مجھے یاد ہے، جب بھی کسی نے امارت اسلامیہ کے داخلی امور اور نظم و نسق میں اختلاف اور اضطراب پیدا کرنے کی کوشش کی تو آپ فوراً حق کی تلوار اٹھا کر حق اور باطل کو الگ کرنے کھڑے ہوئے، آپ ہمیشہ مخلص مسلمانوں اور مجاہدین کے زخمی دلوں پر مرہم رکھتے حالانکہ میڈیا سے بات کرنے کے لئے ٹیلیفون کارڈ جمع کرنے کی رقم بھی آپ کے پاس نہیں ہوتی تھی، مجھے معلوم ہے کہ ایک انٹرویو کے لئے ساری ساری رات آپ جاگتے رہتے تھے۔

مجاہد دوست!

مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ ملک کے کسی بھی صوبے اور ضلع میں مجاہدین غیر ملکی حملہ آوروں کے خلاف کارروائیاں کرتے، آپ ان کارروائیوں کی خبریں میڈیا تک بڑی مہارت اور تدبیر سے پہنچانے کا اہتمام کرتے اور میڈیا کی زبان میں صحافتی اصولوں کے مطابق خبریں جاری کرتے، وہ اس کارکردگی پر داد وصول کرنے کے خواہش مند بھی نہیں تھے۔

اور جب عوام کے ذوق اور عوامی ذہنیت کے مطابق امارت اسلامیہ کے اعلامیہ اور رد عمل کو دیکھتے تو اس پر تجزیاتی رپورٹ تیار کر کے میڈیا کو جاری کرتے، یہاں تک کہ اس کا انگریزی میں ترجمہ کردیتے تاکہ دنیا اور عوام امارت اسلامیہ کے صرف عسکری پہلو کو نہ دیکھے بلکہ عوام اور امت کی تکلیف دہ صورتحال اور واقعات پر بھی امارت کے موقف سے آگاہی حاصل کریں۔

اے محب وطن سپاہی!

میں چشم دید گواہ ہوں کہ آپ امارت کے رہنماؤں سے نہیں ملنا چاہتے تھے کیوں کہ آپ کتنے ہی غربت اور تنگدستی کا شکار ہوتے لیکن اپنی ذات کے لیے دوسروں کے آگے اس کے اظہار کی ہمت نہیں کر سکتے تھے، اگر کسی رہنما کی جانب سے عوام کے ساتھ کسی معاملہ میں غفلت اور زیادتی ہوتی تو آپ آخری حد تک جاتے اور قیادت تک شکایت پہنچاتے، اگرچہ بعض رہنما آپ کی اس روش سے نالاں بھی تھے اور کبھی کبھار ناراض بھی ہوتے تھے، لیکن آپ اپنا پیغام ضرور پہنچاتے۔

پیارے دوست!

دو دہائیاں قبل امارت کے بہت سارے رہنماؤں کی معاشی صورتحال خراب تھی

لیکن آپ کی صورتحال تو ہمارے سامنے تھی، آپ نے اپنے اور اپنی اولاد کے مستقبل کے لئے کوئی منصوبہ بندی نہیں کی، دولت، دنیا، منصب اور مفادات سے آپ کوسوں دور تھے، اگر کسی مجلس میں مادی مفادات کے بارے میں کوئی بات ہوتی تو آپ بحث کو تبدیل کرنے کی کوشش کرتے، کیونکہ ایسی باتوں سے آپ کو تکلیف ہوتی تھی۔

کچھ مہینے پہلے جب ہم نے امارت اسلامیہ کے نائب محترم مولوی محمد یعقوب مجاہد سے ملاقات کی، تو انہوں نے آپ کی گفتگو، تجاویز اور مشورے بہت غور سے سنے، آپ کو ذمہ داری اور منصب کی پیش کش کی، لیکن آپ نے معذرت کی کہ "میں اب بیمار ہوں اور ذمہ داری کو بخوبی نبھانے سے قاصر ہوں" آپ نے ضمنا یہ بھی بتایا کہ ہم نے نہایت مشکل حالات میں ذمہ داری نبھائی ہے، اس وقت امارت کے لئے کام کرنا آگ سے کھیلنے کے مترادف تھا، اب نئے خواہش مند دوستوں کو ذمہ داریاں سونپ دی جائیں۔

مولوی یعقوب صاحب حفظہ اللہ نے آپ سے کہا کہ اپنے گھر کی مشکلات سے مجھے آگاہ کیجئے لیکن آپ نے ان کی پیشکش قبول نہیں کی، جس پر میں ناراض بھی ہوا کہ آپ نے کیوں کوئی مطالبہ ان سے نہیں کیا، آپ نے کہا کہ گھر میں 1800 روپے تھے، اس لئے کوئی مطالبہ نہیں کیا۔

وفادار دوست!

مجھے یاد ہے کہ آپ نے امیر المومنین منصور شہید رحمہ اللہ سے ملاقات کی تو انہوں نے آپ کو اپنے مبارک ہاتھ سے کچھ رقم دی، منصور شہید کے ایک قریبی دوست نے مجھے بتایا کہ: مطمئن نے منصور صاحب سے کہا کہ میں ایک شرط پر یہ رقم قبول کروں گا کہ آپ نے عزیزی کو بھی اتنا خرچہ دینا ہے جتنا مجھے دیا، جس پر منصور صاحب (نور اللہ مرقدہ) نے اتنی رقم میرے لئے بھی عنایت کردی۔

کالم نگار دوست!

بظاہر ایک درویش مزاج، لاپرواہ اور پر خلوص شخصیت کے حامل تھے، لیکن جب دلیل، منطق، تجزیہ پیش کرنے یا تقریر کے لئے اسٹیج پر کھڑے ہوتے یا قلم اٹھا کر لکھتے تو آپ کی خداداد صلاحیتوں پر سب رشک کرتے۔

اگر ایسا نہ ہوتا تو امارت اسلامیہ کے بانی اور رہبر ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ آخر تک آپ کو ترجمان برقرار نہ رکھتے، اہم بات یہ ہے کہ ملا محمد عمر رحمہ اللہ ان کی ہر بات اور تنقید کو غور سے سنتے تھے۔

جی ہاں! آپ ہی نے امارت میں تنقید کرنے کا دروازہ کھول دیا، آپ کی تنقید اور آپ کی جدوجہد ذاتی مفاد کے لئے نہیں تھی بلکہ عوام اور مظلوم لوگوں کے لئے آپ ہمیشہ لڑتے اور ان کی تکلیف اور غم میں شریک ہوتے تھے، آپ اس وقت تک کسی معاملہ کو نہیں چھوڑتے جب تک امارت کے اعلی حکام تک نہ پہنچاتے اور اس کو حل نہ کرتے تھے۔

آپ کی لکھی ہوئی کتاب (طالبان، ملا محمد عمر اور افغانستان) اگرچہ اس میں کوتاہیاں اور غلطیاں شامل تھیں اور عجلت کے ساتھ اس کی اشاعت کا انتظام کیا گیا تھا لیکن اس میں امارت اسلامیہ کی تاریخ، پر خلوص قیادت، مقدس امنگوں اور اس کی قربانیوں کا بڑا حصہ محفوظ کیا اور اس کو تاریخ کے حوالہ کردیا، آپ کی دلیل یہ تھی کہ کتاب میں کچھ متنازع چیزوں کو اس لئے شامل کرتا ہوں تاکہ کتاب دوستوں اور دشمنوں کے لئے یکساں طور پر مطالعہ کے قابل بنے۔

میں نے بہت سارے دوستوں سے، جن پر آپ نے کتاب میں تنقید کی ہے، سنا ہے کہ کوئی بات نہیں ہے، امارت میں ایسا باحساس دوست ضرور ہونا چاہئے، جو دوستوں کی خامیوں اور غلطیوں کی نشاندہی کرتے ہیں۔

پیارے دوست! ہمارا خیال نہیں تھا کہ آپ اتنی جلدی ہمیں چھوڑ کر ہماری نظروں سے اوجھل ہو جائیں گے، لیکن یہ اللہ تعالی کا فیصلہ تھا کہ اصلاح، وفاداری، علم، قلم، تقریر اور استعداد کے مالک اس ہستی کو اپنی جانب بلایا، واقعی آپ نے کامیابی حاصل کی۔

یقین کیجئے کہ مجھے مزید لکھنے کی ہمت نہیں، میں آپ کے کن کن کارناموں کا تذکرہ کروں، آپ کا خلا کیسا پر ہوگا، اللہ تعالی اپنی جوار رحمت میں اعلی مقام عطاء فرمائے اور تمام پسماندگان اور متعلقین کو صبر جمیل عطاء فرمائے۔ امین

●●●

امارت اسلامیہ کے ثقافتی کمیشن کے شعبہ ویڈیوز پر ایک نظر

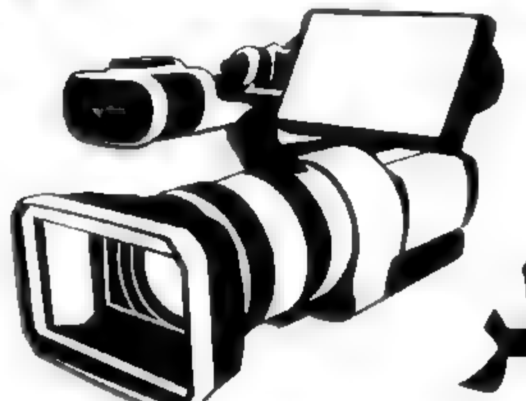

تحریر: حافظ ہجرت

دنیا بہت تیزی سے ترقی کر رہی ہے اور آئے روز سائنس اور ٹیکنالوجی کے شعبوں میں جدت آ رہی ہے اور ہر روز نئی نئی چیزیں دریافت ہو رہی ہیں۔

2020 میں سائنس دانوں کے شماریاتی اعداد و شمار کے مطابق: ہمارے سیارے (زمین) پر 15 ملین جانور دریافت ہوئے ہیں، جن میں سے تقریباً 2 ملین کی شناخت ہو چکی ہے اور دوسروں کی شناخت کا عمل ابھی بھی جاری ہے۔

ان تمام پیشرفتوں، تحقیقات اور مشاہدات میں ایک اہم اور بنیادی کردار تصویر اور ویڈیو بنانے والے "کیمرہ" کا ہے، جسے (جان زہان) نے 1615ء میں پہلی بار دنیا کے سامنے پیش کیا لیکن وہ تصویر لینے یا پرنٹ کرنے سے قاصر تھا، اس کے بعد فرانس کے سائنس دان جوزف نائیپس نے 1826ء میں کیمرہ ایجاد کیا اور دنیا کی پہلی تصویر کھینچی۔

قابل غور بات یہ ہے کہ کیمرے کا تصور اس تاریخ سے چند سو سال پہلے عراقی مسلم سائنس دان (ابن الہیثم رحمہ اللہ) نے دنیا کے سامنے پیش کیا تھا، انہوں نے اپنی کتاب "کتاب المناظر" میں اس کا تذکرہ بھی کیا ہے، انہوں نے ایسے اصول متعارف کرائے جو فوٹوگرافی کی بنیاد بنے۔

جوزف نیپس کی ایجاد کے بعد بہت سارے ممالک میں مختلف کمپنیاں دنیا میں بہترین معیار کے کیمرے لانے کی کوشش کر رہی تھیں، آخر کار سن 1980 میں Sony کمپنی نے بیٹا میکس کے نام سے ایک کیمرہ متعارف کروایا جس کا ریکارڈ دوسروں کے مقابلے میں معیاری اور اچھا تھا۔

وقت گزرنے کے ساتھ دوسری کمپنیوں جیسے پیناسونک، سیمسنگ، فوجی فلم، کینن، نیکن نے بھی معیاری کیمرے تیار کیے اور معیار میں بہتری کا یہ سلسلہ جاری رہا، جس کے نتیجے میں ایچ ڈی اور پھر مکمل ایچ ڈی اور پھر 4K اور 8K بھی متعارف ہوا اور اب اس سے بھی اعلیٰ معیار کے کیمرے آ گئے ہیں۔

بہر حال دنیا بھر کے لوگ ان کیمروں کو مختلف طریقوں سے استعمال کرتے ہیں، کچھ لوگ شادیوں، سیاحت اور تفریحی موقعوں پر یادگار تصاویر لینے کے لئے استعمال کرتے ہیں، کچھ لوگ سائنس اور ٹیکنالوجی کے لئے، کچھ لوگ کاروبار اور تعلیم کے لئے استعمال کرتے ہیں اور کچھ لوگ فلموں کی دنیا میں استعمال کرتے ہیں اور سب سے زیادہ مادی فوائد بھی یہی لوگ حاصل کرتے ہیں۔

تاہم اس کا ایک اور اہم پہلو پروپیگنڈے کا ہے جس میں کیمرہ دنیا کے سب سے طاقتور اور خطرناک ہتھیار کے طور پر کردار ادا کرتا ہے، دنیا کی بیشتر طاقتیں ایک دوسرے کے خلاف اپنی برتری کو ظاہر کرنے کے لئے مثلاً اپنے فوجی منصوبوں، کارناموں اور جدید ہتھیاروں کی نمائش کے لئے کیمرے استعمال کرتی ہیں، جو مخالف فریق کی فوج اور جوانوں کو ڈرانے اور ان کے حوصلے کو کمزور کرنے کا سب سے بہترین اور تجربہ شدہ حربہ ہے، ہمارے سامنے اس کی زندہ مثال امریکہ اور طالبان کے درمیان 19 سالہ جنگ ہے جس میں کیمرے نے اہم کردار ادا کیا۔

اس جنگ میں امریکہ نے طالبان کے خلاف کیمرے اور ٹیکنالوجی کا استعمال کرتے ہوئے سیکڑوں فلمیں اور گیمز بنائیں۔ ٹی وی چینلوں کے ذریعے افغان عوام اور دنیا کے سامنے ایسے زہریلے پروپیگنڈے کئے جن کی مثال تاریخ میں نہیں ملتی، اس نے پروپیگنڈے کے زور پر افغانوں اور دنیا کے سامنے اپنے آپ کو امن پسند، ترقی پسند، دہشت گردی مخالف اور افغانستان کی تعمیر نو کرنے والے احسان مند کے طور پر پیش کیا جبکہ مدمقابل طالبان کو عسکریت پسند، دہشت گرد، افغانستان کی تباہی کے ذمہ دار اور امن و سلامتی کے دشمن کے طور پر متعارف کروایا۔

اگرچہ امریکی پروپیگنڈا مہم فوجی جنگ کے مقابلے میں کئی گنا زیادہ خطرناک تھی تاہم طالبان نے بھی نہایت کم اور محدود وسائل کے ساتھ اپنے میڈیا و ثقافتی کمیشن کے ماتحت شعبہ بصری میڈیا کے ذریعے دشمن کے منفی پروپیگنڈے کے خلاف کسی حد تک مقابلہ کیا اور زمینی حقائق پر مبنی ملک کی اصل صورتحال کو افغان عوام اور دنیا کے سامنے پیش کرنے کے لئے منظم منصوبہ بندی کی۔

انہوں نے افغانستان میں ان کے جرائم اور ہولناک مظالم، افغانوں کے دین اور ثقافت کے خلاف ان کی سازشوں اور مذموم مقاصد کو ویڈیوز کے ذریعے بے نقاب کیا جن کی بدولت

بہت جلد افغان عوام پر اس کا مکروہ چہرہ آشکارا ہوا اور دنیا کے سامنے حقیقت عیاں ہوئی، اسی وجہ سے فوجی جارحیت کی طرح اس کا منفی پروپیگنڈہ بھی کافی حد تک کمزور، غیر موثر اور بیکار ہو گیا۔

طالبان کے شعبہ ویڈیو کے یہ تاریخی کارنامے کسی سے پوشیدہ نہیں ہیں، اس حوالے سے امریکہ اور اس کے اتحادیوں کے سیاسی اور پروپیگنڈا مبصرین نے اپنی پروپیگنڈہ مہم کی شکست اور طالبان کی کامیابی پر تبصرے کئے ہیں، ان کے مضامین اور ویڈیو کلپس اب بھی انٹرنیٹ پر موجود ہیں۔

میں شعبہ ویڈیو اور اس کے طریقہ کار کا تعارف آپ کے سامنے پیش کروں گا۔

طالبان کا یہ شعبہ تین اسٹوڈیوز پر مشتمل ہے، 1 الامارہ، 2 الہجرہ اور 3 منبع الجہاد۔ ان تینوں اسٹوڈیوز کے مقاصد ایک مگر کام کرنے کے طریقے مختلف ہیں جو کہ درج ذیل ہیں:

الہجرہ اور منبع الجہاد اسٹوڈیوز کی خدمات، نتائج اور طریقہ کار:

ان تینوں میں سے الہجرہ اور منبع الجہاد اسٹوڈیوز کافی حد تک طالبان کی جہادی سرگرمیوں کی خدمات پیش کرتے ہیں، طالبان کی عسکری سرگرمیوں اور ٹریننگ سینٹروں میں مجاہدین کی تربیت اور پھر ان کی جانب سے افغانستان کے مختلف صوبوں میں امریکہ اور اس کے اتحادیوں پر ہونے والے حملوں کی عکس بندی کرتے ہیں اور پھر اپنے عوام اور دنیا کے سامنے اس کو منظر عام پر لاتے ہیں۔

طالبان نے ان اسٹوڈیوز کی فلموں سے تین بڑے فوائد حاصل کیے ہیں۔

اس کی پہلی بڑی کامیابی اپنی طاقت، ہمت اور کامیابی کا اظہار ہے، کیونکہ اس میں امریکہ کے ان تمام منفی پروپیگنڈوں کا منہ توڑ جواب ہے، جب اس نے دنیا کے سینما گھروں اور ٹیلی ویژن چینلز میں طالبان کو بہت کمزور، بزدل، شکست خوردہ اور ناکام تحریک کے طور پر پیش کیا تھا۔

ان اسٹوڈیوز کے ذریعے طالبان نے امریکہ کی جھوٹی کہانیوں، فلموں اور ڈراموں کے مقابلے میں میدان جنگ سے اصل حقائق کے مناظر اور تصاویر دنیا کو پیش کیں جس سے امریکہ کو بدنامی اور شرمندگی ہوئی۔

دوسری بڑی کامیابی یہ ہے کہ ان اسٹوڈیوز نے میدان کارزار کے ایسے دلچسپ مناظر دنیا کے سامنے پیش کیے جن میں امریکی اور نیٹو کے ٹینکوں کو بارودی سرنگوں سے تباہ کر دیا گیا، لڑاکا طیاروں کو گرا دیا گیا، فدائی اور جارحانہ حملوں میں فوجیوں، فوجی اڈوں اور محفوظ ٹھکانوں کو تباہ کر دیا گیا، ایسی ویڈیوز کی اشاعت اور عوام میں مقبولیت سے امریکی اور اتحادی افواج کے حوصلے پست ہوئے، وہ افغان جنگ سے بیزار ہو گئے، یہاں تک کہ بہت سارے فوجیوں نے یہ ویڈیوز دیکھنے کے بعد طالبان سے لڑنے کے خوف سے خود کشیاں کیں۔

تیسری بڑی کامیابی یہ ہے کہ افغانستان کی نئی نسل کے تقریباً 70 فیصد نوجوان ان دلچسپ اور ایمان افروز ویڈیوز کو دیکھ کر جہاد اور شہادت کی طرف راغب ہوئے، جس کی وجہ سے طالبان کی صفوں میں مجاہدین کا اضافہ ہوا اور ملک بھر میں نوجوان جوق درجوق مجاہدین میں شامل ہوئے۔

یہ دونوں اسٹوڈیوز اپنے مداحوں کو ایک سال میں تقریباً تین بڑے ایڈیشن (ویڈیوز) پیش کرتے ہیں۔

لیکن الامارہ اسٹوڈیو کی خدمات اور کام کرنے کا انداز الگ اور مندرجہ ذیل ہے:

الامارہ اسٹوڈیو نہ صرف طالبان کی فوجی کارروائیوں اور حملوں کے مناظر کی تشہیر کرتا ہے، بلکہ طالبان کے پورے نظام کے تمام شعبوں کی نمائندگی/ترجمانی کا حق ادا کرتا ہے، چاہے وہ تعلیم کا شعبہ ہو، صحت کا شعبہ ہو، خواہ وہ دعوت کا شعبہ ہو، ملک میں تعمیر نو کے عمل کا شعبہ ہو، بین الاقوامی سیاست میں امارت اسلامیہ کے کردار اور کامیابی کا تذکرہ ہو یا مظلوم ممالک پر امریکہ اور اس کے اتحادیوں کی طرف سے مظالم اور جرائم کا سلسلہ ہو، مختصراً یہ کہ یہ ادارہ تمام شعبوں میں اپنی خدمات پیش کر رہا ہے، یہ اسٹوڈیو دن میں تقریباً تین سے چار ویڈیو رپورٹس اور سال میں تقریباً تین یا چار بڑے ویڈیوز منظر عام پر لاتا ہے۔

طالبان نے ان اسٹوڈیز کے مختلف (سیاست، تعلیم، صحت، ترقی اور تعمیر نو کے) عنوان کے تحت ویڈیو رپورٹس کے ذریعے امریکہ اور اس کے اتحادیوں کے تمام زہریلے پروپیگنڈے کو بڑے پیمانے پر ناکام بنا دیا ہے جس پر انہوں نے اربوں ڈالر کی لاگت سے سیکڑوں ٹی وی چینلوں کے ذریعے ان کے خلاف پروپیگنڈا کیا تھا اور لوگوں کو یہ باور کرایا تھا کہ (طالبان تعلیم کے دشمن ہیں، طالبان امن کے دشمن ہیں، طالبان افغانستان کی تعمیر نو کے دشمن ہیں) ان اسٹوڈیوز نے تعلیم، امن، صحت اور ملک کی تعمیر نو کے سلسلے میں طالبان کی عملی خدمات کو محفوظ کر کے اپنے عوام اور دنیا کے سامنے پیش کر دیا، اور یہ ثابت کر دیا کہ طالبان تعلیم اور تعلیمی اداروں کے محافظ ہیں، طالبان ملک کے معمار اور ملکی ترقی کے خواہاں ہیں، طالبان جنگ اور ناانصافی کے خاتمے اور حقیقی امن کی بحالی کے لئے جدوجہد کر رہے ہیں۔

اب افغانستان کے عوام کے علاوہ پوری دنیا خصوصاً دنیا کی مختلف امدادی تنظیمیں جیسے یونیسیف، ڈبلیو ایچ او، ریڈ کراس اور دیگر کو اس بات کا یقین ہو گیا ہے کہ طالبان اپنے ملک اور عوام کے ساتھ مخلص ہیں اور ایک خود مختار نظام، امن، تعلیم، صحت اور ملک کی ترقی چاہتے ہیں، اس لئے اقوام متحدہ نے کچھ عرصہ قبل طالبان کے ساتھ افغانستان میں چار ہزار اسکولوں اور صحت کے مراکز قائم کرنے کے معاہدے پر دستخط کیے۔

دنیا کے مختلف ممالک اور بین الاقوامی امدادی اداروں کی جانب سے طالبان کے ساتھ کے رابطوں اور امداد کا یہ سلسلہ اب بھی جاری ہے اور دن بدن بڑھتا جا رہا ہے۔

لہذا جس طرح طالبان کے مذکورہ سیاسی، فکری اور جہادی فتوحات اور قابض امریکی فوج کی شکست اور بدنامی میں ثقافتی کمیشن کے ان اسٹوڈیوز نے اہم کردار ادا کیا، امید ہے کہ مستقبل کے نظام کے قیام میں بھی اپنی خدمات انجام دیتے رہیں گے تاکہ افغانستان میں خیانت اور غداری سے پاک ایک ایسا مستحکم، مضبوط اور خود مختار نظام قائم ہو سکے جو اپنے برباد، جنگ زدہ اور تباہ حال افغانستان کو دنیا کے ترقی یافتہ ممالک کی صف میں شامل کرے اور ملک کو امن کا گہوارہ، خوبصورتی اور خوشحالی کا ایک مثالی نمونہ بنائے۔

شہید ابو یوسف ملا ادریس کی حیات اور جہادی خدمات پر ایک نظر

تحریر: قاری عبدالستار سعید

ابتدائے زندگی اور ابتدائی تعلیم:

ابو یوسف ملا ادریس شہید کا اصل نام محمد یعقوب تھا، حاجی عبدالعزیز کے بیٹے تھے۔ انہوں نے صوبہ غزنی کے ضلع اندڑ، قریہ "لیوان" میں ایک دیندار گھرانے میں آنکھ کھولی۔ والد صاحب حاجی عبدالعزیز ایک متدین اور ذاکر انسان تھے۔ ابو یوسف کے بڑے بھائی ملا عبدالقیوم بھی اپنے زمانہ کے ذی استعداد طالب العلم اور زبردست مجاہد تھے۔ جس کا روس کے خلاف جہاد میں بہترین کردار رہا اور اسی وقت جام شہادت نوش فرما گئے تھے۔ شہید ابو یوسف اسی دیندار گھرانے میں پیدا ہوئے تھے اور بچپن سے ہی دینی تعلیم کی ابتداء کر لی تھی۔

شہید ابو یوسف نے ابتدائی تعلیم اپنی بستی کی مسجد میں شروع کی۔ اس کے بعد چند سال تک صوبہ غزنی کے مشہور مدرسہ "نورالمدارس فاروقیہ" میں زیر تعلیم رہے۔ اسی طرح ابو یوسف شہید نے علاقائی شیوخ کے ہاں بھی تعلیم حاصل کی ہے جن میں مشہور علماء جیسے شیخ الحدیث مولوی نوراللہ منیر، شیخ مولوی عبدالرحمان صاحب اور شیخ مولوی نور محمد وہ علماء ہیں جن سے ابو یوسف شہید نے علوم دین حاصل کیے۔ اس کے علاوہ انہوں نے صوبہ پکتیکا اور ہجرت کے وقت صوبہ بلوچستان کے کوئٹہ شہر اور پشاور میں بھی تعلیمی سلسلہ جاری رکھا۔

کوئٹہ میں ان کا زیادہ تعلق شیخ الحدیث مرحوم مولوی عبدالعلی دیوبندی اور ان کی وفات کے بعد مفتی رحمت اللہ شہید سے تھا جہاں شہید ابو یوسف دیگر اسباق کے ساتھ دورہ تفسیر بھی کیا کرتے تھے۔ وہ زمانہ طالب العلمی میں ایک مثالی اور پختہ استعداد کے حامل طالب العلم تھے۔ علم اور علماء سے انہیں عشق تھا۔ ہمیشہ ان کے پاس رہتے تھے اور جہادی مسائل کی بابت استفسار کیا کرتے تھے۔ شہید ابو یوسف اگرچہ باضابطہ تعلیم موقوف علیہ تک حاصل کر چکے تھے مگر جہاد کے مسائل انہیں بڑی کثرت سے یاد تھے اسی لیے وہ ہر وقت مجاہدین کو دینی راہنمائی سے سرفراز کرتے رہتے تھے۔

جہادی زندگی کی ابتداء:

اللہ تعالی ہر دور میں ہر کام کے لیے مخصوص افراد کو پیدا فرماتے ہیں۔ دو دہائی قبل پوری دنیا نے افغانستان پر دھاوا بول دیا۔ امریکا اور نیٹو اتحاد جیسی عالمی طاقت کا مقابلہ انسانی عقل کی رو سے محال معلوم ہوتا تھا۔ لیکن اللہ جل جلالہ نے اس نازک وقت میں اپنے دین کی حفاظت اور علم جہاد کو بلند کرنے کے لیے کچھ ایسے اولوالعزم افراد کا انتخاب کیا جنھوں نے خالی ہاتھوں عالم کفر کا ہجوم توڑ کر رکھ دیا اور امریکی فرعونیت کو تاریخ میں ایک شکست خوردہ باب کا اضافہ کیا۔

ان اولوالعزم نوجوانوں میں سے ایک شہید ابو یوسف بھی تھے شہید ابو یوسف کے ساتھی بتاتے ہیں کہ ان کی شخصیت گویا جذبہ جہاد اور شوقِ شہادت سے مرکب تھی۔ امریکی حملہ کے وقت ان کی عمر بہت کم تھی اور ضلع "واغیز" میں پڑھ رہے تھے۔ اس وقت صوبہ غزنی کے مشہور مجاہد شہید قاری محمد نعیم نے خفیہ طور پر جہاد کا آغاز کیا تھا۔ شہید ابو یوسف اسی وقت سے ان کے ساتھ رابطے میں تھے، مدرسے سے خفیہ طور کبھی کبھار ان کے ساتھ مختلف کارروائیوں میں حصہ لیتے تھے۔

2006ء میں جب امریکی جارحیت کے ابتدائی سال چل رہے تھے اور جہادی تحریک علانیہ شروع نہیں ہوئی تھی ملا ابو یوسف اس وقت صوبہ پکتیکا کے ضلع "شرنہ" کے ایک مدرسہ میں پڑھ رہے تھے۔ اس وقت جہاد کا نام لینا ہی ایک جرم تھا۔ کیونکہ امریکا کے غلام اس قدر مضبوط تھے کہ مدرسہ میں منعقد ہونے والی بزموں کے اندر بھی جہاد کے موضوع پر لب کشائی ممنوع تھی۔ ملا ابو یوسف کو ایک دفعہ بزم طلبہ میں تقریر کرنے کا موقع ملا تو جہاد کے موضوع پر مفصل تقریر کی۔ سب طلبہ کے سامنے جہاد کی فرضیت اہمیت اور ضرورت بیان کر دی۔ پھر آخر میں وضاحت دی کہ جہاد کی تشریح اور اس کی اہمیت بتلانا میرا فرض تھا اس لیے بیان کر دیا۔ البتہ اس کی وجہ سے جو میں مدرسہ کے قانون کی خلاف ورزی کا مرتکب ہوا ہوں تو اس کی پاداش میں، میں خود ہی مدرسہ چھوڑ کر جا رہا ہوں۔ یہ کہہ کر اپنا بوریا بستر گول کر کے چلے گئے۔

2007ء کے اواخر تک ملا ابو یوسف، قاری محمد نعیم کی ماتحتی میں جہادی مہم میں حصہ لیتے رہے۔ قاری محمد نعیم جو صوبہ غزنی میں جہاد کے مؤسس اور بانی سمجھے جاتے ہیں شروع میں ایک چاقو کے ذریعہ اپنے دشمن سے ہتھیار لینے میں کامیاب ہو گئے تھے اور پھر اسی ہتھیار سے جہاد کا آغاز کیا۔ یہاں تک کہ بہت سارے ساتھی اور وسائل میسر آ گئے۔ قاری محمد نعیم ضلع "اندڑ" کے علاوہ غزنی شہر کے مراکز میں بھی جہادی کارروائیاں کرتے، جن میں ملا ابو یوسف ایک جانباز اور صفِ اول کے سپاہی ہوا کرتے تھے۔

2007ء میں قاری محمد نعیم کی سربراہی میں مجاہدین نے ضلع "واغز" میں امریکی لشکر سے بڑا مقابلہ کیا جس کے نتیجہ میں امریکی اور داخلی غلاموں کو شدید جانی اور مالی

نقصان کا سامنا کرنا پڑا۔ دوسری طرف اس لڑائی میں اس قافلہ کے سر خیل قاری محمد نعیم اپنے تین ساتھیوں سمیت شہید ہو گئے۔ ان کی شہادت کے بعد ساتھیوں کی آپسی مشاورت کی بنیاد پر ملا ابو یوسف اپنے ساتھیوں کے امیر مقرر ہو گئے۔ جنھوں نے تیرہ سال کے قریب اپنے ساتھیوں کی بھرپور انداز میں رہنمائی کی اور ایک جانباز موفق اور باتدبیر قائد کی طرح قیادت فرمائی اور عظیم جہادی کارنامے تاریخ کے اوراق میں رقم کرنے کے لیے چھوڑ دیئے۔

جہادی کاز کی خصوصیات :

ابو یوسف شہید کی جہادی خدمات صوبہ غزنی تک محدود نہ تھیں۔ بلکہ وہ ملکی سطح پر جہادی تحریک کی مؤثر اور کامیاب شخصیت کے حامل قائدین میں سے تھے۔ شہید ابو یوسف کے سوانح جمع کرتے وقت ان کے ساتھیوں سے ان کی کامیابی کی بابت بہت سارے راز سامنے آگئے جن کا خلاصہ چند نکات میں پیش خدمت ہے۔

اخلاص و للہیت:

شہید ابو یوسف کی کامیابی کا سب سے اہم راز ان کا اخلاص تھا۔ وہ ہر معاملہ میں اللہ کی ذات کے ساتھ مخلص تھے۔ ان کا ہر قدم اور ہر فعل محض رضائے خداوندی کے واسطے تھا۔ اٹھارہ سالہ جدوجہد میں کبھی کسی نے ان سے یہ محسوس نہیں کیا کہ وہ نام و نمود، شہرت اور کسی منصب کا طلبگار ہے۔ اپنی پوری زندگی جہاد کے لیے وقف کر رکھی تھی۔ ان کی شبانہ روز فکر اور ہمیشہ زبان پر جاری رہنے والا ذکر جہاد اور جہادی سرگرمیوں سے متعلق رہتا تھا۔

مشورہ اور استخارہ:

شہید ابو یوسف کی دوسری بڑی خصوصیت اور امتیاز جہادی امور میں مشورہ اور ہر اقدام سے پہلے استخارہ تھا۔ ان کا استخارہ وہ استخارہ نہیں ہوا کرتا تھا جسے لوگوں نے مشہور کر رکھا ہے کہ کوئی خواب آئے گا بلکہ شہید ابو یوسف جس کام کا ارادہ رکھتے تھے تو وضوء کر کے نماز پڑھتے تھے کبھی اگر نماز کا وقت نہ ہوتا تو مراقبہ کے لیے سر پر چادر ڈھانپ کر کچھ دیر کے لیے مراقبہ کرتے۔ اللہ سے خیر طلب کرتے رہتے اس کے نتیجہ میں جس جانب قلب کا میلان ہوتا اسی کے مطابق فیصلہ اور اقدام کرتے اور اسی کو خیر سمجھتے تھے۔

ہدف لینے کے لیے ہمہ وقت گھات میں رہنا:

ہدف متعین کرنے کے بعد باریکی سے معلومات کو اکٹھا کرنے کا جو اہتمام ان میں دیکھا گیا وہ دیگر مجاہدین میں شاذ و نادر دیکھا گیا ہے۔ اس لیے یہ کہنا جانب بحق ہے کہ شہید موصوف کی جہادی کامیابیوں کا ایک اہم راز ان کا ہدف لینے کے لیے ہمیشہ گھات میں رہنا تھا۔

شہید ابو یوسف کے ساتھیوں کا کہنا ہے کہ شہید کی عادت یہ تھی کہ جب تک انہیں دشمن کے کسی مرکز کے مکمل معلومات سے آگہی نہ ہوتی، خود اپنی آنکھ سے علاقے اور آس پاس کا مشاہدہ نہ کرتے اس وقت تک بالکل کارروائی نہیں کرتے تھے۔ یہاں تک کہ جہاد کے ابتدائی سالوں میں جب مجاہدین ضلع "داغز" کے مرکز پر کارروائی کرنے جارہے تھے تو شہید ابو یوسف نے معلومات حاصل کرنے کے لیے عام شہری کے روپ میں ضلعی مرکز گئے اور لوکل آفس میں تذکرہ [شناختی کارڈ] کے لیے درخواست دینے کے بہانے پورے مرکز کی تفصیلات حاصل کر لیں۔ صوبہ غزنی کی جیل پر زبردست کارروائی، ضلع مقر اور ضلع قرہ باغ کی مزدور پولیس کے خلاف کارروائی، غزنی شہر کا فاتحانہ آپریشن، ضلع جاغور کی کارروائی اور دیگر بڑی کارروائیوں سے قبل شہید ابو یوسف پہلے اس علاقہ کا دورہ کیا کرتے تھے، مکمل معلومات یکجا کر کے ان کی بنیاد پر منصوبہ بناتے۔ پھر اس سے مجاہدین کو آگاہ کر کے اچھی طرح سمجھا دیتے تھے اور پھر کارروائی کرتے تھے۔

شہید ابو یوسف ہمیشہ اپنے ایک ساتھی سمیت دشمن کے علاقہ میں دن یا رات کو عام لباس پہن کر جاتے تھے اور خفیہ طریقے سے معلومات حاصل کرتے۔ دشمن کے دفاعی مورچوں اور ان کی مضبوطی کا جائزہ لیتے۔

دشمن کو بے خبر رکھنے کے لیے بسا اوقات رات کو ننگے پاؤں دشمن کے مراکز جاتے، بڑی کارروائیوں کے لیے اکثر ایک ہفتہ تک بڑی رازداری سے یہ کام کیا کرتے اور پھر منصوبہ بناتے۔ شہید موصوف کہا کرتے تھے کہ اگر مجاہدین کے سامنے ہدف بالکل واضح انداز میں سامنے نہ رکھا جائے اور یوں ہی انہیں بن دیکھے کارروائی پر مامور کیا جائے تو اس سے اللہ کے ہاں ہمارا مواخذہ ہوگا۔ یہی وجہ ہے کہ شہید موصوف کی زندگی میں باوجود بڑی اور عظیم الشان کارروائیوں کے جانی اور مالی نقصانات بہت کم دکھائی دیتے ہیں۔

شہید ابو یوسف کا ایک اور قابل ستائش معمول یہ تھا کہ کسی بھی کارروائی پر جانے سے قبل اپنے تمام ساتھیوں کو جمع کر کے قرآن کی ختم کرواتے اور فتح و نصرت کے نزول سے متعلق اذکار کا خوب ورد کرواتے۔ اس کے بعد ساتھیوں کے سامنے بھرپور اخلاص اور دلی ہمدردی سے بیان فرماتے جس میں ساتھیوں کو جہاد، قربانی، شہادت اور ایثار کے فضائل سمیت اخلاص کی تاکید کرتے۔ ان کی روح اور جذبہ کو زندہ کر کے ایک زبردست اور فاتحانہ حملہ کے لیے تیار کراتے تھے۔

بیان کے بعد لمبی دعا کے ساتھ اپنے ساتھیوں سمیت رب کے حضور خوب گڑگڑاتے، فتح اور نصرت کی بار بار طلبی کرتے اور دعا کے فوراً بعد کارروائی کا آغاز کر دیتے۔ یوں مجاہد ذہنی طور پر بھرپور حملے کے لیے بالکل تیار ہو جاتے۔

عظیم جہادی کارنامے:

ابو یوسف شہید منصبی ذمہ داریوں سے دور رہتے۔ ذمہ داری انہیں بوجھ محسوس ہوتی تھی۔ شہید موصوف اپنے ساتھیوں کی سربراہی کے علاوہ کچھ عرصہ کے لیے ضلع "اندڑ" کے ذمہ دار، پھر صوبہ غزنی کے عسکری ذمہ دار کے معاون اور پھر کئی سال صوبہ غزنی کے مجاہد دستوں کے سربراہ کی حیثیت سے ذمہ داری ادا کرتے رہے۔

موصوف شہید صوبہ غزنی کی جہادی کارروائیوں کے وہ سپاہی تھے جو اپنے صف اول کے ساتھیوں کے ساتھ رہا کرتے تھے اور اکثر کارروائیوں میں ان کی شرکت رہتی تھی۔ ضلع

"رشیدانو، جغتو، دھیک، واغز، اندڑ، گیرو، خواجہ عمری اور خوگیانی" تمام اضلاع کی ایک یا دو دفعہ فتح کی کارروائیوں میں شہید ابو یوسف براہ راست شریک رہے۔

اربکی (طالبان کے خلاف لڑنے والے غیر سرکاری غیر تربیت یافتہ عوامی جنگجو) منصوبہ کے تحت جو تحریک امریکا کی طرف سے چلائی گئی اس کے اہم مراکز صوبہ غزنی کے ضلع مقر اور ضلع اندڑ تھے۔ شہید ابو یوسف نے دیگر مجاہدین کے ساتھ اس فتنہ کو فرو کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔ ضلع اندڑ کے گنڈھیر، صاحب خان اور میر ھرزار کے علاقوں میں اربکی ملیشیوں کے چیک پوسٹ دو دفعہ شہید ابو یوسف کی کمانڈ میں موجودہ مزدور ملیشیوں سمیت ختم کرادی گئی۔ ان کارروائیوں میں اربکی ملیشیوں کے اہم کمانڈر مارے گئے۔ بالآخر اربکی ملیشیا جو ضلع اندڑ کی ایک تہائی سے زیادہ علاقے پر قابض تھے راہ فرار اختیار کرنے پر مجبور ہو گئے اور ساتھ ہی پے درپے کارروائیوں کے نتیجہ میں ضلعی مرکز بھی مزدور فوج سے چھڑایا گیا۔ ضلع مقر اربکی ملیشیا کا دوسرا گڑھ تھا۔ شہید ابو یوسف جو صوبہ کے مجاہدین دستوں کی سربراہی کر رہے تھے انہوں نے اپنے دیگر متعدد ساتھیوں سمیت ۲۵ رمضان المبارک کو مکمل معلومات جمع کرنے کے بعد ان پر کارروائی شروع کردی۔ جس کے نتیجہ میں عید کے دن تک تمام علاقے تصفیہ کرائے گئے اور شہید ابو یوسف نے عید وہیں مقر میں منائی۔ اسی طرح ضلع قرہ باغ کے بالائی حصوں کے تصفیہ میں بھی شہید ابو یوسف کا اہم کردار تھا۔

شہید ابو یوسف کی عظیم جہادی کارروائیوں اور کارناموں میں سے صوبہ غزنی کی جیل کو توڑنا بھی شامل ہے۔ موصوف نے بذات خود جا جا کر جیل کے آس پاس اور اندرونی معلومات اکٹھی کیں۔ بذات خود دورہ کیا اور پوری راز داری کے ساتھ اپنا منصوبہ اس وقت کے کئی صوبوں کے مجاہدین دستوں کے سربراہ الحاج پیر آغا کے سامنے پیش کردیا۔

اس وقت کے صوبہ غزنی کے جہادی ذمہ دار کا بیان ہے: منصوبہ یہ تھا کہ اس کارروائی میں دس فدائی مجاہدین اور ۳۰۰ دیگر تجربہ کار اور جانباز مجاہدین حصہ لیں گے۔ ان سب میں صرف فدائی مجاہدین اور شہید ابو یوسف کے چالیس ساتھیوں کو جیل توڑنے کا بتایا گیا تھا۔ انہیں خصوصی ہدایات دی گئی۔ اور بتایا گیا کہ وہ جیل پر حملہ آور ہونگے۔ جیل میں داخل ہو کر قیدیوں کو پنجروں سے نکالیں گے۔ یہ کامیاب کارروائی جس کے نتیجہ میں ساڑھے چار سو قیدی بخیریت وعافیت دشمن کے پنجہ سے چھڑائے گئے شہید ابو یوسف کی قیادت میں سرانجام دی جارہی تھی۔ شہید ابو یوسف بذات خود بھی ان سرفروش اور جانباز سپاہیوں میں شامل تھے جو جیل کے اندر داخل ہو گئے تھے اور قیدیوں کو دشمن کے پنجروں سے نکال رہے تھے۔

دوسرا اہم آپریشن جس میں شہید ابو یوسف کا نمایاں کردار تھا وہ غزنی شہر کو فتح کرنے کی مہم تھی۔ اس آپریشن کے لیے شہید ابو یوسف نے شہر کا چار اطراف سے معائنہ کیا۔ نشیب وفراز کا جائزہ لیا۔ دن رات موقع تاڑتے رہے۔ دشمن کے فوجی مراکز کو نوٹ کیا۔ عین جنگ کے موقع پر شہید ابو یوسف شہر کے مغربی مورچوں پر برسرپیکار دستوں کی قیادت کر رہے تھے۔ جس کے نتیجہ میں شہر کے تمام فوجی مراکز اور اہم مقامات فتح ہو گئے اور دشمن کو بھاری نقصانات کا سامنا ہوا۔ غزنی شہر کے اس فاتحانہ آپریشن نے دشمن کے اوسان خطا کردیئے۔ اس لیے انہوں نے بھاری نفری علاقے میں تعینات کردی۔ شہید ابو یوسف اپنے کچھ ساتھیوں کے ساتھ کچھ عرصہ کے لیے قرہ باغ چلے گئے اور دشمن کی توجہ ہٹانے کے لیے ضلع جاغوری میں کارروائیاں شروع کردیں۔ ضلع جاغوری جو کئی سال سے جہادی حملوں سے مامون تھا اب کے مجاہدین نے وہاں اربکی ملیشیوں کے خط اول کو توڑ دیا۔ انگور بازار اور ضلع کے اکثر مقامات کو زیرنگوں کیا۔ اربکی ملیشیوں کے اہم کمانڈر "ہاشی حبیب اور حیدر" قتل کر دیئے گئے۔ اور دشمن کی حالت دگرگوں ہو گئی۔

شہید ابو یوسف کے جہادی کارناموں کے سلسلہ میں ایک اہم کارنامہ وہ ہے جو انہوں نے زندگی کے آخری دنوں صوبہ ننگرہار میں داعشی گماشتوں کے خلاف کامیابی سے سرانجام دیا۔ داعش نے ننگرہار کے جنوبی اضلاع اور سپین غر میں مضبوط اور دیرپا مورچے قائم کیے تھے۔ وہیں سے وہ مجاہدین کے خلاف کارروائیاں کرتے۔ اس کے مقابل امارت اسلامیہ کے دیگر صوبوں کے جہادی دستوں کے ساتھ شہید ابو یوسف بھی اپنے 144 ساتھیوں سمیت ننگرہار چلے گئے۔ داعش پر منظم حملے کے لیے انہیں شمالی جانب ضلع خوگیانی کا زاوہ علاقہ سپرد کیا گیا۔ جس کے ساتھ "بغدادی سنگر" کے نام سے داعش کا سب سے مضبوط اور مستحکم مورچہ "وزیر تنگی" قائم تھا جسے داعش اپنی خلافت کا مرکز کہا کرتے تھے۔

شہید ابو یوسف نے سپرد کردہ علاقہ "زاوہ" کو ان سے خالی کرانے کے ساتھ ساتھ "بغدادی سنگر" کی فتح اور "وزیر تنگی" کے تصفیہ کرانے میں اہم کردار ادا کیا۔ داعش نے وہاں جاتے ہوئے تمام راستوں میں بم بارودی سرنگیں بچھادی تھیں۔ مگر مجاہدین نے یہ تمام خطرات مول کر آگے کی جانب پیش قدمی کی۔ "وزیر تنگی" کو فتح کرنے سے داعش کی قوت سکڑ گئی جو آخر تک بحال نہ ہو سکی۔

شہادت:

شہید ابو یوسف کے ساتھی مولوی مظہری کہتے ہیں: "وزیر تنگی" فتح کرنے کے بعد ملا ابو یوسف کو دیگر ساتھیوں سمیت اسی علاقے کی ایک بستی میں امارت اسلامیہ کے اہم کمانڈر مزمل کے ساتھ ملاقات کرنی تھی۔ شدید بارش ہو رہی تھی۔ شہید ابو یوسف اچانک کھڑے ہو گئے اور کہا ملاقات کے لیے کوئی مناسب جگہ ڈھونڈتے ہیں۔ اور اس کے ساتھ ایک مسجد میں داخل ہو گئے۔ مسجد میں داخل ہوتے ہی ایک زوردار دھماکہ ہوا جس کی وجہ سے مسجد کی چھت گر گئی اور ابو یوسف اپنے ایک ساتھی ابو بکر کے ساتھ چھت تلے دب کر شہادت کے اعلی مقام پر فائز ہو گئے۔ داعشی خوارج نے جاتے ہوئے اللہ کے گھر میں بھی بارودی سرنگیں بچھائی تھیں۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

شہید ابو یوسف کے حالیہ جانشین مولوی ابو دجانہ صاحب کہتے ہیں: شہید ابو یوسف نے بہت پہلے ایک خواب سنایا تھا کہ میں ضلع خوگیانی میں شہید ہو جاؤں گا۔ پہلے ہمارا خیال تھا کہ یہ غزنی کی ضلع "خوگیانی" ہو گی لیکن اب معلوم ہوا کہ شہادت کا یہ مقام ننگرہار کی ضلع "خوگیانی" تھا۔ جو ایک پہاڑی علاقہ ہے۔

رحمہ اللہ وأسکن روحہ فی أعلی علیین .

☼☼☼

دعوت وارشاد کمیشن کی مختصر ماہانہ رپورٹ

جنوری 2021 میں امارت اسلامیہ کے دعوت وارشاد کمیشن کی کوششوں اور مقامی مجاہدین کی مدد سے افغانستان کے مختلف صوبوں میں 1293 اہل کار اور ملازمین جو کابل انتظامیہ کے مختلف اداروں میں کام کررہے تھے، نے حقائق کا ادراک کرتے ہوئے اس بدعنوان حکومت سے الگ ہوکر امارت اسلامیہ میں شمولیت اختیار کی۔

انہوں نے مختلف قسم کے اسلحہ، چھوٹے، بڑے ہتھیار، فوجی گاڑیاں اور بڑی تعداد میں گولہ بارود مجاہدین کے حوالے کیا۔

مجاہدین کے سامنے ہتھیار ڈالنے والے اہل کاروں نے وعدہ کیا کہ وہ دین اور وطن کے ملکی اور غیر ملکی دشمنوں کے ساتھ مزید تعلقات نہیں رکھیں گے، اپنے مظلوم عوام اور مجاہدین بھائیوں کے ساتھ تعاون کریں گے، تاکہ اللہ تعالی ہماری دھرتی سے کفر، فتنہ، جارحیت، فحاشی اور تمام بحرانوں کا ہمیشہ کے لئے خاتمہ کرے، اور مسلمانوں کی امنگوں کے مطابق ایک خالص اسلامی نظام نافذ کرے۔

امارت اسلامیہ کی دعوت وارشاد کمیشن کی قیادت نے ان کا خیر مقدم کیا، انہیں انعامات اور ایوارڈز دیئے اور ان کے اس اقدام کو سراہا۔

امارت اسلامیہ کے مجاہدین کے آگے جن اہلکاروں نے ہتھیار ڈالے اور امارت اسلامیہ کی صف میں شامل ہوئے ان کی، اور ان کے اپنے ساتھ لائے ہوئے ہتھیاروں کا جدول:

نمبر شمار	صوبے کا نام	اہلکاروں کی تعداد	کلاشنکوف M4/M16	مشین گن APKM	راکٹ	82/spg9 توپ	مارٹر	دیگر	گاڑیاں، بکتر بند	اہم وسائل
1	وردگ	24								
2	غزنی	30								
3	زابل	16	3	3	1			1 خفیف		
4	قندہار	146								
5	غور	17								
6	بادغیس	27								
7	ننگرہار	43								
8	لغمان	112								
9	کنڑ	20								
10	نورستان	11								
11	غازی آباد	6								
12	پکتیا	19								
13	لوگر	21	2	1						
14	پکتیکا	16								
15	خوست	7								
16	بدخشان	43								
17	تخار	114								
18	بغلان	126								
19	قندوز	344								
20	سمنگان	20								
21	بلخ	118								
22	کابل	5								
23	کاپیسا	6								
24	پروان	2								
	مجموعہ	1293	5	4	1			1		

ہفتہ وار پریس بریفنگ

کابل انتظامیہ کی کوئی بین الاقوامی حیثیت نہیں

02-06-2021

اشرف غنی کی سربراہی میں کابل انتظامیہ کو افغان قوم ایک ناکارہ، فاسد اور مسلط شدہ ادارہ سمجھتا ہے اس کی کوئی دینی قانونی اور عوامی حیثیت نہیں ہے۔ جس طرح اس ادارے کی حیثیت اور ہیئت میں مسائل ہیں اسی طرح اس کے کردار یعنی دینی اور قومی اقدار کی توہین، کرپشن، قومی وسائل کی لوٹ مار، ظلم اور غیروں کے مفادات کا تحفظ وہ عوامل ہیں جس نے ملکی سطح پر اس کٹھ پتلی انتظامیہ کی قانونی حیثیت سلب کر لی ہے۔

لیکن کابل انتظامیہ کی حیثیت اور اعتبار صرف ملکی نہیں بلکہ بین الاقوامی سطح پر بھی اس کٹھ پتلی انتظامیہ کو ایک کرپٹ حکومت کے طور پر دیکھا جارہا ہے۔ اس کی واضح مثال Economist Intelligence Unit نامی ایک این جی او جس کا الحاق دی اکانومسٹ سے ہے کی ایک رپورٹ ہے جس میں ادارے نے 167 ممالک کی ایک تحقیقی سروے رپورٹ جاری کی ہے جس میں اشرف غنی انتظامیہ کو دنیا کے کرپٹ ترین حکومتوں میں سے ایک قرار دیا۔ جمہوریت یعنی عوام کی حاکمیت جسے یہ ادارہ اپنی پہچان قرار دیتا ہے لیکن عملی طور پر کچھ اقدام نظر نہیں آتا۔ انتخابات دھاندلی اور غیروں کے سائے اور خواہش کے مطابق ہوتے ہیں۔ ان کے انتخابی کمیشن بھی کرپٹ اور ان افراد پر مشتمل ہیں جو اقتدار کی کرسی تک پہنچنے کے لیے منتخب ہوئے ہوتے ہیں۔

اشرف غنی انتظامیہ ایسے وقت میں کرپٹ اور فاسد حکومت کے طور پر سامنے آرہی ہے جہاں وہ میڈیا میں ہمیشہ بڑی ڈھٹائی سے اپنے لیے بین الاقوامی حمایت کا اعلان کرتے ہیں اور یہ ظاہر کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ افغانستان میں صرف وہ اور ان کی انتظامیہ ہے جسے بین الاقوامی حمایت حاصل ہے اور افغانستان میں ان کے علاوہ کوئی اقتدار کا لائق اور اہل نہیں ہے۔

لیکن افغان قوم اور دنیا اچھی طرح جانتی ہے کہ اشرف غنی کے یہ بیانات بے بنیاد اور بے جا ہیں۔ اشرف غنی انتظامیہ کا اگر کوئی متبادل نہیں تو وہ کرپشن اور غیروں کی غلامی اور نااہلی میں نہیں۔ کیوں کہ افغانستان پر اب تک اتنا کرپٹ اور غیروں کی کاسہ لیسی کرنے والا ٹولہ مسلط نہیں ہوا۔ اور شاید اس کی مثال دنیا میں ہی موجود نہ ہو۔

کابل انتظامیہ کی بقا اور اس کی حیثیت عوامی حمایت نہیں بلکہ غیر ملکی جارحیت پسندوں کی فوجی اور مالی امداد نے اس کے اقتدار کی ڈوریں مضبوطی سے پکڑ رکھی ہیں۔ اگر غیر ملکی جارحیت پسندوں کی حمایت ان کے ساتھ نہ ہو تو ان کا زوال یقینی ہے۔

اس لیے اس کرپٹ اور غیروں کے ہاتھوں مسلط ادارے جسے نہ ملکی اور بین الاقوامی حیثیت حاصل ہے کی جگہ ایک اسلامی نظام حکومت قائم ہونی چاہیے جو افغان عوام کی اکثریت کا خواب ہے۔ اس بارے میں امارت اسلامیہ کا موقف عوام کے دلوں کی ترجمانی ہے۔ کیوں کہ افغانستان کو ایک عادل نظام حکومت کی ضرورت ہے۔ جو افغان عوام کی اکثریت کے لیے قابل قبول ہو اور ساتھ ہی بین الاقوامی سطح پر اپنی حیثیت اور شناخت رکھتا ہو۔

افغان قوم جارحیت کا خاتمہ چاہتی ہے

13-02-2021

امریکا میں جو بائیڈن کی سربراہی میں نئی امریکی حکومت نے اقتدار سنبھال لیا ہے اور افغانستان کے بارے میں نئی پالیسی وضع کرنے کے بارے میں صلاح مشورے کر رہے ہیں۔ یہاں افغانستان میں افغان عوام کے اندر سے یہ آواز سنائی دے رہی

ہے کہ امریکا کی نئی حکومت دوحہ معاہدے کی پاسداری کرتے ہوئے افغانستان سے اپنی فوجیں واپس بلالیں۔

گزشتہ چند دنوں سے افغان قوم کے مختلف حلقوں سے ملک کے مختلف علاقوں اور دنیا کے مختلف علاقوں سے یہ آواز اٹھائی کہ امریکی افواج جلد افغانستان سے نکل جائیں ۔اس بارے میں سوشل میڈیا میں جارحیت کے خاتمے کے بارے میں اٹھنے والی آواز ماضی کی نسبت بے مثال تھی جس میں ملک کے تمام صوبوں سے مختلف زبانوں سے جارحیت کے خلاف آواز اٹھائی گئی۔افغان سماج کے تقریبا تمام حلقوں نے علاقائی، لسانی اور قومی اختلافات سے ہٹ کر یک زبان ہو کر غیر ملکی فوجیوں کے انخلا کا مطالبہ کیا۔

افغان عوام کے جارحیت مخالف متحدانہ موقف اگر ایک جانب ملک کے اہم مسائل میں ہماری قوم کے اتحاد اور اتفاق کا مظہر ہے تو دوسری جانب امریکا کے لیے بھی ایک پیغام ہے کہ ملک کے اندر غیر ملکی جارحیت سے اختلاف صرف ایک سیاسی یا مذہبی جماعت تک محدود نہیں بلکہ پوری قوم اپنے دینی اور سماجی اقدار کے تحفظ کے لیے غیر ملکی جارحیت کے خلاف ہیں، جارحیت کو ملک کے تمام مسائل کی جڑ اور اس کے جلد از جلد خاتمے کی طلب گار ہیں۔

جو بائیڈن حکومت اپنی پالیسیوں اور کابل انتظامیہ کے کاسہ لیسوں کے مطالبات پر یقین کرنے کی بجائے افغان قوم کے متفقہ موقف کو مدِ نظر رکھیں۔ کیوں کہ تاریخ سے ثابت ہے کہ جب بھی جارحیت پسند ملک کے خلاف متعلقہ ملک کے عوام نے مخالفت اور نفرت کا اظہار کیا ہے تو جارحیت پسند ملک بیش بہا وسائل اور قوت رکھنے کے باوجود شکست سے دوچار ہوا ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ گزشتہ دو دہائیوں سے وہائٹ ہاوس کے حاکموں اور نیٹو سربراہوں کو افغانستان کی صورتحال اور افغان قوم کی قوت کا اچھی طرح ادراک ہو چکا ہے۔ جس کا انہوں نے کئی بار اظہار اس طرح کیا ہے کہ افغان مسئلے کا کوئی فوجی حل نہیں ہے۔ افغان اور امریکی فریق دونوں کا مفاد بات چیت کے ذریعے مسائل کے حل میں ہے۔اسی وجہ سے وہائٹ ہاوس کے سابق مکین ٹرمپ نے قطر میں طالبان کے ساتھ مذاکرات کا آغاز کیا اور طویل دورانیے کے بعد ایک ایسے نتیجے پر پہنچے جس پر دونوں فریق متفق تھے۔

اس معاہدے میں افغانستان سے تمام بیرونی افواج کا انخلا اور افغان سرزمین امریکا کے خلاف استعمال نہ کرنے کی یقین دہانی دراصل افغان مسئلے کا بہترین اور معقول حل ہے۔ جس کو اقوام متحدہ سمیت دنیا کے متعدد ملکوں نے بھی سراہا۔ افغان قوم صرف اسی معاہدے کو افغان مسئلے کا واحد حل سمجھتی ہے۔اس کے علاوہ دوسرے راہ اختیار کرنا سابقہ تلخ تجربوں کے تکرار کے علاوہ کچھ نہیں ہوگا۔

کابل انتظامیہ کے خلاف عوام کا احتجاج اور ہڑتال؟

21-02-2021

حال ہی میں ملک کے مختلف علاقوں میں کابل انتظامیہ کے ظالمانہ کارروائیوں کے خلاف احتجاج اور ہڑتالوں کا آغاز ہوا ہے۔ دارالحکومت کابل میں منی چینجرز یونین کئی دن سے ہڑتال پر ہیں ، اسی طرح پورے ملک میں مال بردار گاڑیوں اور ٹرانسپورٹ یونین نے مکمل طور پر پہیہ جام ہڑتال کی، اس طرح کی ہڑتال اس سے قبل کبھی نہیں کی گئی۔ مال بردار گاڑیوں کے ڈرائیورز کا کہنا ہے کہ کابل انتظامیہ کے پولیس، کسٹم اور قومی ملیشیا کے اہلکار جگہ جگہ ان سے نہ صرف پیسے لیتے ہیں بلکہ ان پر تشدد بھی کرتے ہیں۔ وہ چوکیاں جو بڑی شاہراہوں پر سیکورٹی کے نام پر بنائی گئیں ہیں حقیقت میں ڈاکوؤں اور چوروں کی کمین گاہیں ہیں جو مسافروں ، تاجروں اور ڈرائیورز کو دونوں ہاتھوں سے لوٹ رہے ہیں۔ انکار کرنے والے پر تشدد، مارپیٹ اور یہاں تک کے ان کی جان بھی لے لیتے ہیں۔ ڈرائیورز کا کہنا ہے کہ کابل انتظامیہ کے زیر کنٹرول علاقوں میں بالکل وہی حالت ہے جو آج سے تین دہائیاں قبل تنظیمی جنگوں کے دوران تھی۔ منی چینجرز اور مال بردار گاڑیوں کے ہڑتال کی وجہ سے ملک کی معیشت کو بھی شدید نقصان پہنچا ہے۔ منی چینجرز کے ہڑتال کی وجہ سے تاجروں کو کرنسی کی تبدیلی اور پیسوں کے انتقال میں شدید مشکلات کا سامنا ہے۔ مال بردار گاڑیوں کے ہڑتال کی وجہ سے نقل حمل مکمل طور پر رک گیا ہے جس کی وجہ سے اشیاء خورد ونوش کی قیمتوں میں اضافہ ہوا ہے۔ اس احتجاج پر کابل کے محل پر براجمان کٹھ پتلی انتظامیہ اس لیے خاموش ہے کیوں کہ اس احتجاج سے ان کو کوئی تکلیف نہیں پہنچی، کیوں کہ کابل انتظامیہ کے اعلیٰ عہدیداروں کے خاندان یورپی اور مغربی ممالک میں رہائش پذیر ہیں۔ جو یہاں رہ رہے ہیں ان کے اخراجات ان کے غیر ملکی آقاؤں کی جانب سے پورے کیے جاتے ہیں اس لیے عوام کی تکالیف سے بے خبر ہیں۔ یہ ہڑتالیں اور احتجاج افغان قوم کے اس نفرت کی صرف ایک چھوٹی سی مثال ہے جو وہ کابل انتظامیہ کے ظالم اور بے رحم عہدیداروں سے رکھتے ہیں۔ وہی کٹھ پتلی انتظامیہ

جونہ صرف عوام کا سرمایہ لوٹ رہی ہے بلکہ عام شاہراہوں پر تاجروں اور ڈرائیورز کی جمع پونجی لوٹنے کے لیے بھی کمر کس لی ہے۔امارت اسلامیہ افغانستان عوام کے جان ومال کی حفاظت کو اپنی ذمہ داری سمجھتی ہے، افغان عوام کو اس کرپٹ مافیا سے نجات دلانے کے لیے امارت اسلامیہ جدوجہد کر رہی ہے۔ اس سلسلے میں گزشتہ سال متعدد علاقوں میں بڑی شاہراہوں سے لوٹ مار کرنے والے ان چوکیوں کو ختم کیا گیا جو اس سے قبل مسافروں اور ڈرائیورز کے لیے اذیت کا باعث تھے۔امارت اسلامیہ نے تین دہائیاں قبل بھی ملک کو اس قسم کے خود سر جنگجوؤں اور باغیوں سے نجات دلائی تھی جنہوں نے قدم قدم پر چوکیاں بنائی تھیں۔اب بھی ملک وملت کے جان ومال کے تحفظ کے لیے پر عزم ہیں۔ عوام کو ہم تسلی دیتے ہیں کہ ظالموں کی حاکمیت ہمیشہ رہنے والی نہیں اللہ تعالی بہت جلد ان کے مظالم کا بدلہ انہیں چکائیں گے۔

ٹارگٹ کلنگ کا دلخراش سلسلہ

04-03-2021

جب دوحہ میں ہونے والے معاہدے کے تحت غیر ملکی افواج کے انخلاء کے موضوع پر دستخط ہوئے ہیں اسی دن سے کابل میں اشرف غنی انتظامیہ نے غیر ملکی افواج کے انخلاء کے منصوبے کو سبوتاژ اور موخر کرنے کے لیے کمر کس لی ہے اور اس مقصد کے لیے مختلف گھناونے جرائم کا ارتکاب کر چکی ہے۔

کابل انتظامیہ ایک جانب کوشش کر رہی ہے کہ دوحہ معاہدے پر عمل پیرا ہونے سے قبل اس کی راہ میں رکاوٹیں کھڑی کی جائیں۔ قیدیوں کی رہائی کے مسئلہ، مذاکرات کے دوران ہمیشہ کہنا کہ ہماری سرخ لکیریں ہیں یا جنگ کی شدت سب وہ عوامل ہیں جس کی مدد سے امن کے لیے ہموار شدہ راہ پر یہ گروہ کانٹے بچھانے کی کوشش کر رہے ہیں۔دوسری جانب ان کی کوشش ہے کہ دنیا کو افغانستان کے حالات انتہائی کشیدہ صورت میں پیش کریں تاکہ مغربی ممالک اس بات پر مجبور ہوں کہ اپنی افواج افغانستان سے نہ نکالیں۔

گزشتہ چند مہینوں میں کابل انتظامیہ مسلسل یہ اعلان کر رہی ہے کہ انہوں نے آپریشن میں القاعدہ اور دوسرے گروہوں سے متعلق مسلح افراد مار دیے ہیں۔حالانکہ گزشتہ دس سال میں ایک دفعہ بھی ان کا اس طرح دعوہ سامنے نہیں آیا۔اچانک اس قسم کے دعوے کرنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ کابل انتظامیہ دنیا کی آنکھوں میں دھول جھونک کر غلط معلومات دے رہی ہے کہ افغانستان کے اندر القاعدہ یا کسی دوسرے گروہ کے محفوظ ٹھکانے ہیں۔

دوسری جانب کابل انٹیلی جنس ادارے نے عام شہریوں کی ٹارگٹ کلنگ کا دلخراش اور ایک نہ تھمنے والا سلسلہ شروع کر رکھا ہے۔ کبھی ہسپتال، کبھی تعلیمی اداروں اور میڈیا کے نمائندوں پر حملے کرتے ہیں، کبھی شہر کے بیچوں بیچ خواتین اور بچوں کو نشانہ بناتے ہیں اور پھر اس حال میں ان کی ویڈیو بناتے ہیں کہ زخمی والدہ کے قریب ان معصوم بچے دھاڑیں مار کر رو رہے ہیں۔اسی طرح کچھ عرصہ قبل ننگرہار میں خواتین صحافیوں کا قتل اور بعد میں ان کی لاشوں کے خون آلود تصاویر میڈیا پر پھیلانا اس بات کی عکاسی کرتی ہے کہ اس قسم کے دلخراش قتل عام اور پھر منظم طریقے سے اس کی میڈیا پر تشہیر ایک طے شدہ منصوبہ بندی کے تحت ہو رہا ہے۔

کابل انتظامیہ اس قسم کے واقعات کی عکسبندی سے دنیا کو افغانستان کے حالات خطرناک طور پر پیش کرنا چاہتی ہے۔وہ افغانستان کو معصوم بچوں اور خواتین کے قتل گاہ کے طور پر متعارف کرانا چاہتے ہیں، تاکہ دنیا اور افغان مسئلے میں شامل ممالک کو افغانستان کے بارے میں اپنے فیصلے بدلنے پر مجبور کریں۔

امارت اسلامیہ افغانستان نے جس طرح ہر واقعے کے اسی وقت بھرپور مذمت کی ہے ایک بار پھر اپنے عوام اور دنیا کے سامنے اعلان کرتی ہے کہ ٹارگٹ کلنگ کا یہ وحشی سلسلہ کابل انتظامیہ کے خفیہ ادارے کی کارستانیاں ہیں۔یہ اپنے سیاسی اہداف کے حصول کے لیے عوام کا خون بہا رہی ہے۔ عوام اور دنیا کے ممالک کو چاہیے کہ اس قتل عام کے خلاف آواز بلند کریں۔اقوام متحدہ اور انسانی حقوق کی تنظیموں کو چاہیے کہ اس قتل عام کی تحقیق کریں۔ صرف میڈیا پر مذمت کرنے سے بات نہیں بنتی۔

★★★

افغانستان فروری 2021 میں

تحریر: احمد فارسی

نوٹ: یہ تحریر ان واقعات اور نقصانات پر مشتمل ہے جن کا دشمن نے بھی اعتراف کیا ہے۔ مزید اعداد و شمار دیکھنے کے لئے امارت اسلامیہ کی آفیشل ویب سائٹ کا وزٹ کیجئے۔

فروری 2021 کا مہینہ جنوری کی طرح امن اور جنگ کے درمیان غیر یقینی صورتحال کے ساتھ شروع اور اختتام پذیر ہوا، اس ماہ کے دوران پائے جانے والے مسائل کے باوجود بین الافغان مذاکرات وقتاً فوقتاً ہوتے رہے، دوسری جانب عسکری محاذ پر بھی فریقین نے اپنی سرگرمیوں کو جاری رکھا، ان اور دیگر اہم واقعات کی رپورٹ مندرجہ ذیل سطور میں پڑھ سکتے ہیں۔

افغان فورسز کے نقصانات:

اگرچہ ماہ فروری کے دوران دشمن کے سیکڑوں فوجی، پولیس اور سیکورٹی اہلکار ہلاک اور زخمی ہوئے تاہم ان کی صحیح تعداد معلوم نہیں ہو سکی ہے، اس لئے ابھی تک پوری رپورٹ تیار نہیں کی گئی ہے، تاہم بطور مثال 3 فروری کو ننگرہار میں ایک جج کو ہلاک کیا گیا۔ 4 فروری کو صوبہ ہرات کے ضلع غوریان کا سیکورٹی چیف مارا گیا۔ دشمن کی ہلاکتوں کے بارے میں مکمل رپورٹ الفتح آپریشن کے عنوان کے تحت رپورٹ میں ملاحظہ کر سکتے ہیں۔

نہتے شہریوں پر تشدد:

یکم فروری کو قندھار میں افغان سیکورٹی فورسز کے اہل کاروں نے ہلال احمر کے ایک مقامی اسپتال کو دھماکہ خیز مواد سے اڑایا۔ اگلے روز صوبہ قندوز کے عوامی مقامات پر فضائی حملے کیے گئے جس میں 10 افراد شہید اور زخمی ہوگئے۔ 3 فروری کو صوبہ فراہ میں افغان فورسز کے حملے میں ایک مسجد شہید ہوئی۔ 17 فروری کو صوبہ ہلمند میں دشمن کی گولہ باری سے 16 شہری شہید اور زخمی ہوئے۔ 24 فروری کو صوبہ دایکنڈی میں افغان فورسز کے فضائی حملے میں 28 شہری شہید اور زخمی ہوئے۔ مذکورہ بالا واقعات کو بطور مثال پیش کیا گیا ہے۔ شہری ہلاکتوں کی مکمل رپورٹ امارت اسلامیہ کی آفیشل ویب سائٹ پر شائع ہونے والی خصوصی رپورٹ میں ملاحظہ کر سکتے ہیں۔

ہتھیار ڈالنے کا سلسلہ:

21 فروری کو امارت اسلامیہ نے اعلان کیا کہ ماہ جنوری میں کابل انتظامیہ کے 1300 سے زائد اہل کاروں نے مجاہدین کے سامنے ہتھیار ڈال دیے ہیں۔

اس سلسلے میں 4 فروری کو بلخ میں دشمن کے 61 اہلکار اور پھر 13 فروری کو مزید 52 اہل کار مجاہدین کے سامنے سرنڈر ہوئے۔ سرنڈر ہونے والے اہل کاروں کی مکمل تفصیل امارت اسلامیہ کے متعلقہ کمیشن کی رپورٹ میں ملاحظہ کیجئے۔

الفتح آپریشن:

فروری کا مہینہ امن اور جنگ کی توقع کے درمیان اختتام پذیر ہوا۔ اس ماہ کے دوران مجاہدین کی کامیاب کارروائیوں کی کچھ جھلکیاں درج ذیل ہیں:

3 فروری کو صوبہ روزگان میں دشمن کے 18 فوجی کار بم حملے میں مارے گئے، اگلے دن صوبہ قندوز میں صوبہ قندوز میں 16 فوجی مجاہدین کے ساتھ ایک جھڑپ میں ہلاک ہوگئے، 10 فروری کو قندوز میں ایک جھڑپ میں گیارہ اہل کار ہلاک ہوئے۔ اسی روز میڈیا نے خبر شائع کی کہ نیمروز میں جھڑپ کے دوران 16 فوجی ہلاک ہوئے۔ 15 فروری کو صوبہ زابل میں 13 پولیس اہل کار ہلاک ہوئے۔

19 فروری کو صوبہ دایکنڈی میں مجاہدین کے حملے میں 20 مقامی پولیس اہلکار ہلاک اور زخمی ہوگئے، 23 فروری کو صوبہ لوگر کے دارالحکومت میں 9 پولیس اہل کار ہلاک ہوئے۔ 24 فروری کو صوبہ کاپیسا میں مجاہدین کے ساتھ جھڑپ میں دشمن کے متعدد اہل کار ہلاک اور زخمی ہوئے۔

تنقید:

7 فروری کو کابل- قندھار قومی شاہراہ پر ڈرائیورز نے پولیس اہل کاروں کے ظلم اور بھتہ لینے کے خلاف احتجاج کیا، انہوں نے دعویٰ کیا کہ کابل انتظامیہ کی تمام چیک پوسٹوں کے اہل کار ان سے بھتہ لیتے ہیں اور انہیں ہراساں کرتے ہیں، ڈرائیوروں کا کہنا تھا کہ ہرات میں طالبان کی کسٹم کلیرنس پکتیا اور پکتیکا کی سرحدوں پر تعینات طالبان قبول کرتے ہیں لیکن کابل انتظامیہ کی کسٹم اور اس کے اہل کار جگہ جگہ بھتہ لیتے ہیں۔

تکلیف دہ واقعہ:

7 فروری کو میڈیا نے خبر شائع کی کہ صوبہ ہرات میں غربت کی وجہ سے خواتین سمیت سیکڑوں افراد اپنے گردے بیچنے پر مجبور ہوگئے ہیں، حالانکہ ان غریب لوگوں کے نام پر جو امدادی رقم باہر سے آئی تھی وہ کرپشن کی نذر ہوگئی اور ملک سے باہر منتقل کر دی گئی۔ یکم فروری کو نام نہاد پارلیمنٹ کے ارکان نے بھی دعویٰ کیا کہ اشرف غنی کی اہلیہ رولا غنی کابل ائیرپورٹ کے راستہ بھاری رقوم ملک سے باہر منتقل کر رہی ہیں۔

قابض افواج کا انخلا:

17 فروری کو امارت اسلامیہ نے نیوزی لینڈ کے اس اعلان کا خیر مقدم کیا کہ مئی تک افغانستان سے اپنی بقیہ فوجیں واپس بلائے گا۔ اور دیگر ممالک سے بھی مطالبہ کیا کہ وہ نیوزی لینڈ کے نقش قدم پر چل کر فوجی انخلا کے لئے اقدامات کریں۔ 18 فروری کو نیٹو کے خصوصی اجلاس میں افغانستان سے فوجی انخلا کرنے یا نہ کرنے سے متعلق فیصلہ کرنا تھا، تاہم اس اجلاس میں یہ فیصلہ نہیں ہوا، 25 فروری کو جرمنی نے اعلان کیا کہ افغانستان میں اس کی افواج مزید دس ماہ تعینات رہیں گی۔

جنگی جرائم (فروری 2021)

تحریر: سید سعید

یکم فروری 2021 کو سرکاری فوج نے صوبہ قندوز کے ضلع امام صاحب کے بخمل کوچہ اور پادخواب کے علاقوں پر بمباری کی جس کے نتیجے میں دس شہری شہید اور زخمی ہوگئے۔

2فروری کو صوبہ ہلمند کے ضلع ناوہ کے علاقے شین پل میں سرکاری طیاروں نے شہریوں پر بمباری کی جس میں دو معمر افراد اور دو بچے شہید اور چار افراد زخمی ہوگئے۔

3فروری کو صوبہ ہلمند کے ضلع ناوہ کے شائستہ خان ڈراب کے علاقے میں سیکورٹی فورسز کی فائرنگ سے ایک بوڑھا شخص شہید ہوا۔

3فروری کو صوبہ بادغیس کے ضلع اب کمری کے مضافات میں سیکورٹی فورسز کے اہل کاروں نے ایک شہری ڈرائیور پر فائرنگ کر کے شہید کر دیا۔

4فروری کو صوبہ زابل کے ضلع شر صفا کے کمانڈر عبد الاحد کے اہل کاروں نے گاؤں میں ایک بچہ (بخت محمد ولد پیدا محمد) کو شہید کر دیا۔ اس کے علاوہ سیکورٹی فورسز نے اسی ضلع کے زیارت گاؤں کے قریب موٹر سائیکل پر سوار دو شہریوں کو شہید کر دیا۔

4فروری کو صوبہ ننگرہار کے ضلع شیر زاد میں سیکورٹی فورسز کی فائرنگ سے ایک خاتون شہید اور چار بچے زخمی ہوگئے۔

5فروری کو صوبہ بدخشاں کے ضلع راغستان کے گاؤں تنیلر میں سیکورٹی فورسز کی آندھا دھند فائرنگ سے چار بچے اور ایک عورت شہید اور زخمی ہوگئے۔

5فروری کو صوبہ فراہ کے ضلع فراہ رود کے بازار میں سرکاری فوج نے نہتے شہریوں کی متعدد دکانوں اور مکانات کو تباہ کر دیا اور قیمتی سامان چھین لیا۔

5فروری کو صوبہ بادغیس کے ضلع اب کمری کے گاؤں دکنہ قل میں سیکورٹی فورسز کے مارٹر حملے میں ایک مدرسہ اور متعدد مکانات کو نقصان پہنچا۔

6فروری کو صوبہ بغلان کے ضلع نہرین کے مرکز میں سیکورٹی فورسز کے اہل کاروں نے ایک چلتی گاڑی پر فائرنگ کر دی جس کے نتیجے میں تین شہری شہید اور زخمی ہوگئے۔

6فروری کو صوبہ سرپل کے ضلع سید آباد کے علاقے منگوٹی میں سرکاری فورسز کی گولہ باری سے پندرہ مکانات کو نقصان پہنچا۔

7فروری کو صوبہ فراہ کے ضلع پشترود کے علاقے تگبین میں سرکاری طیاروں نے ایک ایمبولینس کو نشانہ بنایا جس میں زخمیوں کو منتقل کیا جا رہا تھا۔

7فروری کو صوبہ سرپل کے ضلع سید آباد کے علاقے قوشتپہ میں سرکاری فوج کے مارٹر حملے میں ایک خاتون شہید اور چھ دیگر زخمی ہوگئیں۔

7فروری کو صوبہ ہلمند کے ضلع ناوا کے علاقے شین پل میں سیکورٹی فورسز کی فائرنگ سے 8خواتین اور بچے زخمی ہوگئے۔

7فروری کو صوبہ ہلمند کے ضلع گریشک کے علاقے نہر سراج میں سرکاری فوج کے مارٹر حملے میں دو بچے شہید اور تین دیگر زخمی ہوگئے۔

7فروری کو صوبہ تخار کے ضلع خواجہ غار میں سرکاری فوج نے نہتے شہریوں کے گھروں پر مارٹر گولے داغے جس کے نتیجے میں ایک دینی عالم شہید اور نو شہری زخمی ہوگئے۔ نیز پولیس اہل کاروں نے ضلع چال کے زمورک علاقے میں ایک شہری کو شہید کیا۔

8فروری کو صوبہ سرپل کے ضلع سوزمہ قلعہ کے مرکز کے قریب سرکاری فضائیہ کی بمباری سے دو مساجد شہید ہوگئیں اور لوگوں کو مالی نقصان پہنچا۔

9فروری کو صوبہ لغمان کے دار الحکومت مہترلام کے قریب بدلیج آباد میں فورسز نے فائرنگ کر کے ایک شہری کو شہید کر دیا۔

9فروری کو صوبہ بغلان کے ضلع پل خمری کے علاقے ملایان میں فورسز کی گولہ باری سے ایک خاتون شہید اور اس کے تین بچے زخمی ہوگئے۔

9فروری کو صوبہ خوست میں سیکورٹی فورسز کے اہل کاروں نے ایک شخص (بادشاہ) کو حراست میں لیا اور بعد ازاں اس کو شہید کر دیا۔

9فروری کو صوبہ فاریاب کے ضلع المار کے بازار کے قریب سرکاری طیاروں کی بمباری میں پیٹرول پمپ تباہ ہوگیا۔

11فروری کو صوبہ فاریاب کے ضلع گرزیوان کے علاقے سرچکان میں پولیس اہل کاروں کی فائرنگ سے ایک شہری (حاجی عبد الکریم) اور اس کی اہلیہ شہید ہوگئے۔

12فروری کو صوبہ روزگان کے صدر مقام ترینکوٹ کے علاقے چنارک میں سیکورٹی فورسز نے ایک بزرگ شخص کو شہید کر دیا۔

12فروری کو صوبہ روزگان کے ضلع دہراود میں چیک پوسٹ میں تعینات اہل کاروں نے ایک غریب شخص سے کھانا طلب کیا، جس نے جواب دیا کہ ابھی تک کھانا نہیں پکایا ہے، اس بنیاد پر اس مظلوم شخص کو شہید کر دیا گیا جب کہ شوہر کا دفاع کرنے والی اہلیہ زخمی ہوگئی۔

13فروری کو صوبہ ہلمند کے ضلع گریشک کے علاقے نہر سراج دیکالینگ میں سیکورٹی فورسز نے شہری گاڑی پر فائرنگ کی جس کے نتیجے میں گاڑی میں سوار (استاد اجمل، اس کی اہلیہ اور نوزائیدہ بیٹا) زخمی ہوگئے۔

13فروری کو صوبہ بلخ کے ضلع شولگرہ کے علاقے آغر سائی میں سرکاری طیارے نے

ایک مسجد پر بمباری کی جس میں مسجد کو نقصان پہنچا اور پیش امام شہید ہو گیا۔

13فروری کو صوبہ ہلمند کے ضلع ناوا کے مضافات میں سیکورٹی فورسز کے مارٹر حملے میں دو کمسن لڑکیاں شہید ہو گئیں۔

14فروری کو صوبہ ہلمند کے ضلع ناوا کے علاقے امین پوسٹ میں سیکورٹی فورسز کی فائرنگ سے تین شہری شہید ہو گئے۔

14فروری کو صوبہ کنڑ کے ضلع چپہ درہ کے بسطلی کے علاقے میں اربکی ملیشیا نے لوگوں کے گھروں پر فائرنگ کی جس میں ایک شہری شہید ہو گیا۔

15فروری کو صوبہ ہلمند کے ضلع گریشک کے علاقے نہر سراج میں سیکورٹی فورسز نے ایک شہری کو گولی مار کر شہید کر دیا۔

15فروری کو صوبہ فاریاب کے ضلع دولت آباد کے علاقے خیر آباد میں سیکورٹی فورسز کے بھاری ہتھیاروں کے حملے میں ایک خاتون اور ایک بچہ شہید ہو گیا۔

15فروری کو صوبہ غور کے دارالحکومت فیروز کوہ کے علاقے آہنگران میں سیکورٹی فورسز کی گولہ باری سے ایک شہری شہید ہوا جب کہ لوگوں کو بہت بڑا مالی نقصان پہنچا۔

16فروری کو کابل کے ضلع دہ سبز کے گاؤں نادہ پر سیکورٹی فورسز نے چھاپہ مارا، لوگوں کے گھروں کے دروازے توڑ ڈالے، دو شہریوں کو شہید کیا اور ہوٹل کے عملے کے چار افراد کو حراست میں لے لیا۔

16فروری کو صوبہ ہلمند کے ضلع ناوہ کے علاقے اچکزئی شاخ میں سرکاری فوج کی بمباری اور گولہ باری سے 5 شہری شہید جب کہ گیارہ زخمی ہو گئے۔

17فروری کو صوبہ فاریاب کے ضلع شیرین تگاب کے اسلام اور شش تپہ کے علاقوں پر سرکاری طیاروں نے بمباری کی جس کے نتیجے میں ایک خاتون زخمی اور ایک شخص شہید ہو گیا۔

17فروری کو صوبہ بدخشان کے ضلع وردج کے گاؤں غنی خیل میں سیکورٹی فورسز کی فائرنگ سے ایک شہری شہید اور دو دیگر زخمی ہو گئے۔

17فروری کو صوبہ تخار کے ضلع دشت قلعہ کے چیچکہ اور جہلم خور کے علاقوں میں سیکورٹی فورسز کے مارٹر حملے میں ایک بچہ شہید اور 6 زخمی ہو گئے۔

18فروری کو صوبہ بلخ کے ضلع زارع کے علاقے بلہانی میں سیکورٹی فورسز کی فائرنگ سے 7 شہری زخمی ہو گئے۔

18فروری کو سرکاری فضائیہ نے صوبہ بلخ کے ضلع چاربولک کے علاقے خان آباد میں حاجی امان گاؤں کی مسجد پر بمباری کی جس کے نتیجے میں چار شہری شہید اور دو زخمی ہو گئے۔

19فروری کو صوبہ ہلمند کے ضلع ناوہ کے علاقے پارچاوی میں سیکورٹی فورسز کی فائرنگ سے ایک شہری شہید اور تین دیگر زخمی ہو گئے۔

19فروری کو صوبہ فاریاب کے ضلع قیصار کے بازار میں سیکورٹی فورسز نے عام شہریوں پر فائرنگ کر دی جس کے نتیجے میں ایک شہری شہید اور ایک زخمی ہو گیا۔

19فروری کو صوبہ کنڑ کے ضلع چپہ درہ کے گاؤں سیدور میں سرکاری فوج کے چھاپے کے دوران ایک شہری اور اس کی دو جوان بیٹیاں شہید ہو گئیں۔

20فروری کو صوبہ پکتیا کے ضلع جانی خیل کے گاؤں موتیو میں سیکورٹی فورسز کے حملے میں ایک خاتون شہید ہو گئی۔

22فروری کو صوبہ خوست کے ضلع گربز کے گاؤں پنجائی میں سیکورٹی فورسز کے اہل کاروں نے نہتے شہریوں کے گھروں پر چھاپہ مارا، تین شہریوں کو گھروں سے حراست میں لیا اور پھر انہیں شہید کر دیا۔

23فروری کو صوبہ کاپیسا کے ضلع تجراب کے علاقے امام خیل میں سیکورٹی فورسز کی فائرنگ سے ایک شہری شہید ہوا۔

24فروری کو صوبہ ہرات کے ضلع شینڈنڈ میں سیکورٹی فورسز نے شہریوں کی 15 دکانوں کو توڑ کر قیمتی سامان اور کھانے پینے کی اشیاء چھین لیں۔

24فروری کو صوبہ ننگرہار کے ضلع ہٹی کوٹ کے علاقے نغلو میں سیکورٹی فورسز نے ایک بچہ شہید کر دیا۔

24فروری کو سرکاری فوج نے صوبہ غزنی کے ضلع شلگر کے گاؤں نانی پر بھاری ہتھیاروں سے حملہ کیا جس کے نتیجے میں تین شہری زخمی ہو گئے۔

26فروری کو صوبہ کاپیسا کے ضلع الہ سائی کے علاقے صاحبزادہ گان میں سیکورٹی فورسز نے عام شہریوں کے گھروں پر بھاری ہتھیاروں سے حملہ کیا جس کے نتیجے میں ایک بچہ شہید ہو گیا اور لوگوں کو مالی نقصان پہنچا۔

26فروری کو صوبہ قندھار کے ضلع پنجوائی کے رہائشی علاقوں سلاوات اور ناخونی پر سیکورٹی فورسز نے گولہ باری کی جس سے دو شہری شہید ہو گئے۔

27فروری کو سیکورٹی فورسز نے صوبہ زابل کے ضلع خاک افغان کے گاؤں جنگلی پر چھاپہ مارا، پانچ شہریوں کو گرفتار کیا اور ان میں سے ایک کو شہید کر دیا۔

27فروری کو صوبہ بادغیس کے ضلع مرغاب میں سیکورٹی فورسز کی فائرنگ سے ایک شخص شہید اور چار شہری زخمی ہو گئے۔

27فروری کو سیکورٹی فورسز نے صوبہ بادغیس کے ضلع قادس کے علاقے دلنگر پر مارٹر فائر کیا جس کے نتیجے میں چار خواتین اور بچے شہید اور پانچ زخمی ہو گئے۔

27فروری کو صوبہ فاریاب کے ضلع المار کے علاقے جلگدی میں سرکاری طیاروں کے فضائی حملے میں ایک شہری شہید اور ایک زخمی ہو گیا۔

28فروری کو صوبہ فاریاب کے ضلع المار کے بازار میں سیکورٹی فورسز کی فائرنگ سے ایک شہری شہید ہوا۔

28فروری کو صوبہ فاریاب کے ضلع دولت آباد کے علاقے قوزی بائی قلعہ میں سیکورٹی فورسز کے مارٹر حملے میں ایک شہری شہید ہو گیا۔

ذرائع: [بی بی سی ریڈیو، آزادی ریڈیو، افغان اسلامک اور پژواک نیوز ایجنسی، افغان ویب سائٹ، لراوبر، تن ڈاٹ ایشیاء اور بینواویب سائٹس]

فروری 2021 کے مہینے میں ہونے والے کارروائیوں کا جدول

نمبر شمار	صوبہ	کارروائیوں کی تعداد	فدائی حملے	دشمن کے مالی اور جانی نقصانات					عام شہریوں اور مجاہدین کی جانی نقصانات		
				صلیبیوں کی اموات	صلیبیوں کے زخمی	اجنٹوں کی ہلاکتیں	اجنٹوں کے زخمی	فوجی گاڑیوں اور ٹینکوں کی تباہی	مجاہدین کے شہداء	مجاہدین کے زخمی	گاڑیوں کی تباہی
-1	قندھار	83				145	54	55	2	0	1
-2	ہلمند	264				252	524	71	11	30	
-3	زابل	46				125	9	2	1	0	
-4	روزگان	57				82	19	7	1	4	
-5	ہرات	71				128	68	24	2	8	
-6	فراہ	25				18	20	2	5	5	
-7	بادغیس	40				42	71	7	4	5	
-8	نیمروز	18				23	4	3	1	2	
-9	غور	16				16	40	5	1	5	
-10	فاریاب	42				69	45	6	1	7	
-11	کونڑ	32				26	17	1	0	0	
-12	نورستان	2				1	1	0	0	0	
-13	غزنی	67				113	78	19	0	0	
-14	خوست	36				53	32	6	0	0	
-15	میدان وردگ	70				54	33	8	0	0	
-16	لوگر	53				102	48	13	0	0	
-17	کاپیسا	36				83	45	10	0	0	
-18	پکتیا	41				42	20	10	0	0	
-19	پکتیکا	18				11	3	1	0	0	
-20	ننگرہار	67				204	74	26	0	0	
-21	لغمان	16				12	20	7	0	0	
-22	کابل	17				8	28	5	0	0	
-23	پروان	4				4	5	1	0	0	
-24	قندوز	35				105	58	2	0	0	
-25	بغلان	33				35	48	5	0	0	
-26	تخار	7				41	10	7	0	0	
-27	سمنگان	4				12	7	0	0	0	
-28	بدخشان	14				16	11	1	0	0	
-29	جوزجان	11				18	12	3	0	0	
-30	بلخ	74				131	49	16	0	0	
-31	بامیان	2				6	7	3	0	0	
-32	سرپل	20				24	32	10	2	0	
-33	دای کنڈی	6				23	8	1	0	0	
-34	پنجشیر	0				0	0	0	0	0	0
مجموعہ		1327				2024	1500	337	31	66	1

فرمان امیر المؤمنین

شیخ الحدیث ہبۃ اللہ اخندزادہ حفظہ اللہ

سب سے بڑا مسئلہ یہ ہے کہ افغانستان کے معاشی ذرائع، ذخائر اور عہدوں پر سماج کے درد سے نا آشنا اور اس کے مطالبات سے ناواقف ایک چھوٹے سے گروہ کو مسلط کیا گیا ہے، جسے افغانستان کے ارفع مفاد اور قومی مصالح سے کوئی سروکار نہیں۔ یہ گروہ مختصر عرصے کے مفاد اور اقتدار کی کشمکش میں مصروف ہے۔ ان کے سامنے ملک کی طویل المدتی کامیابی اور خوشحالی کی کوئی اہمیت نہیں۔ یہ لوگ اہم قومی عمل کو تاخیری حربوں اور رکاوٹوں کا شکار بنا کر اس ملک کے بڑے مفادات کو خطرات میں ڈال رہے ہیں۔ عالمی سوسائٹی کو ان مسائل کی جانب متوجہ رہنا چاہیے۔

SHARIAT

Monthly Islamic Magazine

معاہدہ ٹوٹے گا تو اس کا ہمیں کوئی نقصان نہیں ہوگا، ہماری صفیں ماضی کی بہ نسبت زیادہ مضبوط اور منظم ہیں۔

دوحہ معاہدے کی سالگرہ کی مناسبت سے منعقدہ تقریب سے امارت اسلامیہ کے رہبری شوری کے رکن اور دعوت وارشاد کمیشن کے سربراہ مولوی امیر خان متقی کا کلیدی خطاب